تمباکو کا استعمال
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
نور اللہ مرقدہٗ
مُفتی مُحمّد فیض اَحمد اُویسی رضوی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡنَ ﷺ

تمباکو کا استعمال

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! دورِحاضر میں تخمیناً (اندازاً) اسی (۸۰) فیصد لوگ تمبا کو مختلف طریقوں سے استعمال کررہے ہیں۔ پیکرناک کے ذریعہ سونگھنا اوردانتوں پرملنا، چند دیگر اشیاء ملاکر دانتوں پر رکھنا، حقہ اور سگریٹ کشی وغیرہ پان میں ملاکر چوسنا جس کے ذرّات نگل جانا یا کم از کم تمبا کو کا دھوئیں کے اثرات پیٹ میں پہنچانا وغیرہ وغیرہ مانا کہ اس کے جُزوِی فوائد ومنافع بھی ہیں لیکن اس کے مُضِرات ونقصانات ان منافع سے کہیں بڑھ کر بلکہ مُہلک اور تباہ کن ہیں۔

تمام أطِبّاءُ (طبی ماہرین) اورڈاکٹر صاحبان متفق ہیں کہ تمبا کو کا سب سے بڑا ضررقلب کو ہوتا ہے اور قلب ہی تو انسان کی جسم وجان کا مَنبع اور سرچشمہ ہے اسی پر انسان کی زندگی اور موت کا دارومدار ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فقیر اس رسالے میں تمبا کو کے مُضِرات ونقصانات مختلف أطِبّاءُ (طبی ماہرین) اورڈاکٹروں کی تحقیقات پیش کرتا ہے تا کہ تمبا کو نوش حضرات کو یقین ہو کہ ہم تمبا کو نوشی سے خودکو موت کے حوالے کررہے ہیں اگر چہ مجھے یقین ہے کہ میری گزارشات پر تمبا کو نوش عمل نہیں فرمائیں گے لیکن یہ بھی مجھے یقین ہے کہ جس نے عمل فرمایا اور وہ تمبا کو سے پیدا ہونے والے امراض سے محفوظ ہو گئے تو فقیر کو دعائیں دیں گے اور اس رسالہ کے آخر میں تمبا کو کے شرعی احکام بھی عرض کروں گا تا کہ اہل علم حضرات بھی اِستِفادہ فرمائیں۔ خدا بھلا کرے الحاج حافظ مولانا محمد عبدالکریم قادری اُویسی کا جنھوں نے اس رسالے کی عام اَشاعَت سے فقیر کے لئے اور اپنے لئے توشۂ آخرت اور عوام کے لئے راہِ ہدایت کی راہ نکالی۔

فجزاه اللّٰه خير الجزاء

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان

۴ جمادی الثانی بروز ۱۴۲۰ھ۔ستمبر ۱۹۹۹ء

مقدمہ

اسلام میں تمباکو نوشی ایک مکروہ عمل ہے اسلام کے اس ارشاد کی قدر و منزلت اسے نصیب ہے جو سمجھتا ہے کہ واقعی اسلام دینِ فطرت ہونے کے اعتبار سے بنی نوع انسان کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر مُحِیط ہے۔اس لئے اس نے بیماری اور علاج معالجہ کے سلسلے میں بھی مسلمانوں کے لئے راہِ عمل متعین کردی ہے چونکہ قرآنِ حکیم کی رو سے دانائے کونین، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے اس لئے لامحالہ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرزِ عمل بیماری اور علاج معالجہ کے بارے میں کیا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کو منجانب اللہ سمجھتے تھے، مسلمانوں کے گناہوں کا کفارہ تصور فرماتے تھے، اس کے علاج کے لئے دُعا اور دَوا دونوں کو ضروری سمجھتے تھے، خود بھی لوگوں کو اپنے حکیمانہ مشوروں سے مستفیض فرماتے تھے اور ان کو طب میں مہارت اور پیشہ وارانہ صلاحیتیں رکھنے والے طبیبوں کی طرف بھی رجوع کرنے کا مشورہ دیتے تھے، علاج کے لئے حرام چیزوں کے استعمال سے منع فرماتے تھے۔

قواعد یہاں ہم حضور اکرم ﷺ کے چند ارشاداتِ عالیہ اور عہدِ رسالت کے کچھ واقعات کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق بیماریوں اور ان کے علاج سے ہے۔

کوئی مَرَض لاعلاج نہیں (الف) صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مَرَض کے لئے دوا ہے جب دوا مَرَض تک پہنچائی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے وہ مَرَض اچھا ہوجاتا ہے۔

(ب) صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جس مَرَض کو اتارا ہے اس کی شفاء بھی اُتاری ہے۔

بیماری کا علاج کرنا ضروری ہے مسند احمد بن حنبل میں حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ کچھ اَعْرابی آئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ کیا ہم دوا استعمال کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ کے بندوں دوا استعمال کرو کیونکہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے جس کی دوا اللہ عزوجل نے نہ رکھی ہو سوائے ایک بیماری کے۔اُن لوگوں نے پوچھا اے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ وہ کون سی بیماری ہے؟ فرمایا کھوسَٹ بڑھاپا (بہت ضعیف)''

نیم حکیم خطرہ جان ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علمِ طِب سے ناواقف ہو اور کسی کا علاج کرے تو وہ اس کا (نقصان پہنچ جانے کی صورت میں) ذمہ دار ہے۔

طبیب حاذق سے علاج کراؤ اور پرہیز کرو سب سے بڑا طبیب پرہیز ھے ﴾رسول اللہ ﷺ بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کی ہدایت فرماتے اور اس کو پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔(زادالمعاد، ابن قیم)

معدہ کی خرابی تمام امراض کی جڑ ھے ﴾شعب الایمان بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مِعدَہ بدن کا حوض ہے، سب رگیں اس میں ملتی ہیں۔ اگر مِعدَہ درست ہے تو سب رگیں درست ہیں معدَہ خراب ہے تو سب رگیں خراب۔

فائدہ ﴾مِعدَہ انسان کی صحت و بیماری کا مرکز ہے۔

حرام اور نجس چیزوں سے علاج نہ کرو ﴾حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی پیدا کی ہے اور بیماری کی دوا بھی اور ہر بیماری کی ایک دوا مقرر فرمائی ہے تم دوا سے علاج کرو لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو۔(ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خبیث (نجس) دوا سے علاج کرنے کو منع فرمایا ہے۔(ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر مینڈک کو دوا میں شامل کرلیا جائے تو کیا حکم ہے حضور اکرم ﷺ نے مینڈک کو مارنے اور دوا میں شامل کرنے سے منع فرمایا۔(ابوداؤد)

بسیار خوری سے بچو اور ھمیشہ کچھ بھوک رکھ کر کھاؤ ﴾صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک اَنتڑی سے کھاتا ہے اور کافر سات اَنتڑیوں سے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سُنا کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے اور دو آدمیوں کا چار کے لئے اور چار آدمیوں کا آٹھ کے لئے کافی ہے۔

زادالمعاد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کم غذا کھانے کی رغبت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مِعدَے کا ایک حصہ کھانے کے لئے، ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ خود مِعدَے کے لئے چھوڑ دینا چاہیے۔

بعض غذاؤں کو بعض غذاؤں کے ساتھ نہ کھاؤ ﴾مثلاً مرغی اور دودھ ایسے ہی مچھلی اور دودھ کیونکہ کبھی ایسی دو چیزیں مل کر زَہر کا کام کر جاتی ہیں۔ بسا اوقات اس بد پرہیزی پر موت بھی واقع ہوسکتی ہے ورنہ پیٹ میں سخت گڑبڑ اور پھر اور بیماریاں اس کے سوا۔(الاماشاء اللہ)

حضور اکرم ﷺ مچھلی اور دودھ کو ہرگز ساتھ نہ کھاتے تھے اور تُرشی (اَچار) اور دُودھ کو جمع نہ کرتے تھے اور قابض اور سَہل (نرم) چیزوں کو جمع نہ کرتے تھے۔(طب نبوی ابونعیم بحوالہ سفر السعادۃ)

عیــادت ﴾(بیمار پرسی) بہت مختصر ہونی چاہیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عیادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ مریض کے پاس بہت کم بیٹھتے تھے اور گفتگو بھی کم فرماتے تھے۔

(اربعین بحوالہ رزین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

آشُ جَوُ کا حَرِیرَہ مریضوں کے لئے عمدہ غذا ھے ﴾صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کسی کو بخار آجاتا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم حَرِیرَہ (تلبینہ) (کھچڑی/دلیہ) تیار کرنے کا حکم دیتے چنانچہ حَرِیرَہ تیار کیا جاتا پھر آپ اسے پینے کا حکم دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ حَرِیرَہ سنگین دل کو قوت دیتا ہے اور بیمار کے دل سے رنج اور بیماری کو دور کرتا ہے جس طرح تم میں سے (اے عورتوں) کوئی میل کو پانی کے ساتھ چہرے سے دور کرتے ہیں۔

فائدہ ﴾تلبینہ یا حَرِیرَہ آشُ جَوُ سے بنایا جاتا ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ جو کا بے چھنا آٹا لے کر اس کو دودھ میں پکایا جاتا ہے جب پکنے پر آتا ہے تو اس میں تھوڑا سا شہد ملا دیتے ہیں پھر اس کو ٹھنڈا کر کے پیتے ہیں آشِ جو کی طبی افادیت تمام أطِبَّاءُ (طبی ماہرین) اور ڈاکٹروں کے نزدیک مسلم ہے۔

بیمار کو کھانے کے لئے مجبور نہ کریں ﴾حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بیماروں کو کھانے کے لئے مجبور نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں کھلا پلا دیتا ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

طبی فائدہ ﴾جس مریض کے ہوش وحواس درست ہوں اور وہ غذا کی اہمیت سے بھی واقف ہو اور اس کے باوجود اس کی طبیعت غذا کی طرف مائل نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ بیمار کے بدن کو غذا کی ضرورت نہیں اس لئے اس کو غذا کھانے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے چونکہ مریض کی طبیعت ہر وقت دفعِ مَرَض اور تحلیل واصلاح مادہ میں مصروف رہتی ہے اور وہ رطوبت بدنیہ میں بعض رطوبات کی اصلاح کر کے ان سے خود بخود غذائے بدنی کا کام لیتی ہے اور بیرونی غذا کھلانے کی حالت میں طبیعت ہضم غذا اور دفع فضلات سے بے نیاز ہو کر دفع مَرَض کی طرف متوجہ رہتی ہے اور مریض جلد صحت یاب ہو جاتا ہے۔

جھاں بیماری زیادہ رھتی ھو اس جگہ کو چھوڑ دو ﴾حضرت فروہ بن مسیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس ایک زمین ہے جس کا نام ابین ہے یہ ہماری زراعت اور غلہ کی زمین ہے لیکن اس کا وبائی مَرَض سخت ہے (یعنی اس جگہ اکثر وباء پھیلی رہتی

ہے)حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایااس جگہ کو چھوڑ دے اس لئے کہ اس کی قُربَت (نزدیکی وصُحبت) سے ہلاکت ہوتی ہے اور اِتلَاف (نُقصان) ہوتا ہے۔(مسند ابوداؤد)

دھوپ اور سایہ کے درمیان مت سوؤ حضرت ابوعیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوپ اور سایہ کے درمیان سونے کو شیطان کی مجلس قرار دیا ہے۔(مسند احمد)

فائدہ دھوپ اور سایہ کے درمیان سونے کا مطلب یہ ہے کہ آدھا جسم دھوپ میں ہو اور آدھا سایہ میں ایسا کرنا صحت کے لئے سخت مُضِر ہے اس سے جوڑوں کا درد، نزلہ وغیرہ جیسی شکایتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔اس لئے مناسب یہ ہے کہ یا تو یکسر دھوپ میں سویا جائے یا یکسر سایہ میں۔

شھد میں شفاء ھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شفاء دینے والی چیزوں کو اپنے او پر لازم کرلو ایک تو شہد اور دوسرا قرآن۔(ابن ماجہ، بیہقی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے وہ پھر کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔(ابن ماجہ، بیہقی)

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا بھائی "اِسْتَطْلَقَ بَطْنُہٗ" [1] (اسہال) میں مبتلا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے شہد پلاؤ چنانچہ وہ شہد پلا کر پھر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے شہد پلایا مگر اس سے میرے بھائی کو اور زیادہ اسہال آنے لگے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شہد پلانے ہی کا حکم دیا حتی کہ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ پھر جب اس نے چوتھی بار آکر یہی کہا کہ میں نے شہد پلایا ہے مگر اس سے اسہال بڑھتے ہی جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا اور مریض کو شفاء ہوگئی۔

[1] (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب التداوی بسقی العسل، جلد٤، صفحہ ١٧٣٦، حدیث ٢٢١٧)

فائدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نسخوں میں عقیدت کو مضبوط کرنا ضروری ہے جیسے اس صحابی نے ظاہر کردکھلایا کہ بھائی کو دیکھا کہ شہد سے الٹا نڈھال ہورہا ہے لیکن اس نے اپنی کاروائی جاری رکھی۔

مھندی کئی بیماریوں کا علاج ھے حضرت ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پھنسی یا پھوڑا ہوتا تھا یا کوئی کانٹا لگ جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مہندی کا لیپ کیا کرتے تھے۔(ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی نے پیٹ کے درد کی شکایت بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا پیٹ پر مہندی کا لیپ کر۔(ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں جب کبھی درد ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر مہندی کا لیپ کیا کرتے تھے اور فرمایا

کرتے تھے بے شک یہ فائدہ کرے گی اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔مہندی یا حنا خون صاف کرتی ہے، یرقان سنگ گردہ اور عسر البول کے لئے مفید ہے، جلدی بیماریوں یعنی جذام، آتشک اور خارش وغیرہ میں مفید ہے، مِعدَہ، جگر اور تلی وغیرہ کی بیماریوں میں نفع دیتی ہے۔اس کا لیپ آبلے اور پھوڑے کی جلن کو مفید ہے، مہندی سدوں اور رگوں کے منہ کو کھول دیتی ہے اس لئے پیٹ کے درد میں اس کا لیپ مفید ثابت ہوتا ہے کیونکہ فاسد مادوں کو باہر نکلنے کا راستہ مل جاتا ہے دردِ سر اور دردِ زانو میں بھی اس کا لیپ مفید ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے موئے مبارک مہندی سے رنگنا ثابت ہے اس لئے علماء کرام نے مہندی کے خضاب کو جائز قرار دیا ہے لیکن سیاہ خضاب جائز نہیں ہے۔

بچھو کے کاٹنے کا علاج نمک اور معوذتین سے کرو ﴿حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے میں بچھو نے کاٹ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچھو کو جوتی سے مار ڈالا اور فرمایا کہ یہ بچھو بھی کیسی ملعون چیز ہے کہ یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا (یا نبی یا غیر نبی کے الفاظ استعمال فرمائے یہ شک راوی کی جانب سے ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمک اور پانی منگوا کر ایک برتن میں ڈالا اور یہ پانی اپنی انگلی پر جہاں بچھو نے کاٹا تھا ڈالنے لگے ساتھ ہی آپ معوذتین (قرآن شریف کی آخری دو سورتیں) پڑھتے جاتے تھے (شعب الایمان، بیہقی)

جو اور چقندر بیماری کے بعد کی کمزوری کو دور کرتے ہیں ﴿حضرت ام المنذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی ابھی بیماری سے اُٹھے تھے ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر ان میں سے کھجوریں تناول فرمانے لگے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر کھجوریں کھانی شروع کر دیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ تم ابھی بہت کمزور ہو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رک گئے پھر میں نے جو اور چقندر پکا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس میں سے کھاؤ کیونکہ یہ تمہارے لئے مفید ہے۔(مشکوٰۃ المصابیح)

آشوبِ چَشم میں کھجور کھانا مُضِرُ ہے ﴿حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کھانے کی دعوت دی پس میں کھجوریں کھانے لگا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس حالت میں بھی کھجوریں کھاتے ہو جبکہ تمہیں آشوبِ چشم (آنکھ دُکھنا) ہے۔(زاد المعاد)

شدید بیماری میں حاذق طبیب کو بلاؤ ۱۰ھ میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لئے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ مکہ پہنچ کر وہ سخت بیمار ہوگئے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شدید علالت کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طبیب حارث بن کلدہ کو بلاؤ۔ حارث بن کلدہ ثقفی بڑا نامور طبیب تھا اور طبیب العرب کے لقب سے مشہور تھا۔ حارث بارگاۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی کہنے لگا خطرہ کی کوئی بات نہیں کھجور اور السی کے آٹے کا حَـرِیـرَہ بنا کر مریض کو پلایا جائے چنانچہ یہی کیا گیا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحت یاب ہوگئے۔ (سیرۃ سعد بن ابی وقاص)

آنکھوں میں سرمہ لگایا کرو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرمہ آنکھوں میں ڈالا کرو کہ وہ آنکھ کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور پلکیں بھی اگاتا ہے۔

(شمائلِ ترمذی)

مٹی کبھی نہ کھاؤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو مٹی کھانے کی عادت ہو گویا وہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ (کتاب الطب نعیم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے عائشہ تم کبھی مٹی نہ کھانا کیونکہ اس میں تین ضرر ہیں ایک تو انسان ہمیشہ بیمار رہتا ہے، دوسرے پیٹ کو بڑا کردیتی ہے، تیسرے رنگ کو زرد کردیتی ہے۔ (جامع کبیر)

فائدہ خاکِ شفاء وغبارِ مدینہ پاک کو شفاء کہا گیا ہے اس لئے بھی بزرگانِ دین نے کھانے کے بجائے پانی میں ڈال کر استعمال کرنے کا مشورہ دیا ہے اس طرح سے الحمدللہ بیماروں کو شفاء نصیب ہوئی۔

وباء زدہ بستی میں نہ جاؤ اور نہ وہاں سے بھاگو حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طَـاعُـون[۱] عذابِ الٰہی ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت اور تم سے پہلے لوگوں پر بھی آچکا ہے تو جب تم سنو کہ طاعُون کی وبا کسی جگہ پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس جگہ پھیلی ہے جہاں تم موجود ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔ (صحیحین)

[۱] (ایک چھوتی بیماری کی وباء جس میں ایک پھوڑا بغل یا جانگھ میں نکلتا ہے اور اس کے زہر سے انسان بہت کم جانبر ہوتا ہے)

سَـنا بے شمار بیماریوں کا علاج ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی چیز موت سے شفاء دینے والی ہوتی تو وہ سَناء[۲] ہوتی۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

[۲] (جنگلی نیل کے مُشابہ ایک پودا جو نصف گز تک لمبا ہوتا ہے)

فائدہ ﴾سَناء ایک مشہور بُوٹی ہے اور اس کی طبی افادیت مسلم ہے۔ یہ صفراء، بلغم اور سودا کو بدن سے خارج کرتی ہے، اس کا مُسْہِل (جُلاّب) بے شمار فوائد کا حامل ہے اور بیضَرَر (بے نقصان) ہے۔ یہ دماغ کا تَنْقِیَّہ (صفائی) کرتی ہے اور پرانے دردِ سر، دمہ، قولنج، عرق النساء، جمع المفاصل، دردِ پہلو، خارش، فسادِ خون، جنون، مرگی، نقرس اور درد شقیقہ کو نافع ہے۔ اس کے انہی فوائد کے پیشِ نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت سے اگر کوئی چیز شفاء دے سکتی ہوتی تو وہ سَنا ہوتی۔

رات کا کھانا مت چھوڑو ﴾حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کا کھانا مت چھوڑ و اس سے بڑھاپا جلد آ جاتا ہے۔ (کتاب الطب ابونعیم)

خالی پیٹ ہونے اور بھوک کی حالت میں سوئے رہنے سے بدن کی رطوبتیں تَحلِیل (حل) ہونے لگتی ہیں جن کا ذخیرہ بدن میں ہر وقت مناسب مقدار میں جمع رہنا حفظ صحت اور بقائے قوت کے لئے لازمی ہے اگر رات کو خالی پیٹ سو جانے کی مستقل عادت ڈال لی جائے تو رفتہ رفتہ بدن دبلا، بے رونق اور خشک ہونے لگتا ہے، آنتیں کمزور ہو جاتی ہیں، قبض کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور تمام جسمانی قوتیں رُوبَہ (کام کرنے والی) کمزور ہو جاتی ہیں ظاہر ہے کہ اس سے بڑھاپا بہت جلد آ جائے گا۔

ضروری ہو تو عَمَلِ جَرّاحِی اور داغنے سے علاج کرو ﴾حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بیمار کی عیادت کے لئے گیا اس شخص کی کمر میں کہیں درد تھا لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اس میں پیپ پڑ چکی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے شِگاف (چیرا) دے دو چنانچہ میں نے اس شخص (کے ورم) کو شِگاف دے دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْتِسْقاء (مرضِ جلندھر جس میں مریض کو بہت پیاس لگتی ہے) کے ایک مریض کے بارے میں اس کے معالج کو حکم دیا کہ وہ مریض کے پیٹ میں شگاف دے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کے لئے طب میں بھی کوئی چیز مفید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس ذات نے بیماریاں پیدا کی ہیں اسی ذات نے جس جس چیز میں چاہا شفاء بھی رکھی ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلق کے شدید درد میں مبتلا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر کو خود اپنے دست مبارک سے دبایا۔

نوٹ ﴾ یہ ایک طویل باب ہے فقیر نے اسے علیحدہ تصنیف ''نبوی شفاء'' میں قلمبند کیا ہے۔ ہماری اس مختصر تَمْہِیْد (ابتداء) سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پر آشُوب (تکلیف دہ) زمانے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طب کے اصول ہمارے لئے آج بھی مَشْعلِ رَاہ ہیں۔ طب کے وہ اصول جنہیں عبدالمالک بن حبیب اندسی نے دوسری صدی ہجری سے لے کر بعد تک ''الطب النبوی'' کا نام دیا کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بیماری کے علاج کی پیشن گوئی فرمادی۔ ہر بیماری کے لئے علاج موجود ہے اس لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف طبیب حاذق، طبیب اعظم بلکہ روحانی، نفسیاتی اور اخلاقی طبیب بن کر اس دکھی دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف جسم کا علاج کیا بلکہ روح کا بھی علاج کیا۔ طب کی دنیا میں قدیم مصری مَعْبَدوں (عبادت کرنے کی جگہ) کے پجاریوں کا علاج تاریخ ثابت کرتی ہے، قدیم ہند میں شاستر میں علاج کے طریقے موجود تھے، اسنی کمار کو علاج کی خاطر ایک لاکھ اَشْلُوک (شعر) یاد تھے، لقمان حکیم علم الادویہ کے بانی تھے۔ قرآن حکیم میں سورۂ شعراء میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (پارہ ۱۹، سورۂ الشعراء، آیت ۸۰)

ترجمہ کنزالایمان: جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے شفاء دیتا ہے۔

علم الشفاء کے بارے میں حدیث مبارکہ یہ ہے: اَللّٰهُ الطَّبِيبُ، بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب، جلد ۱۱، صفحہ ۲۷۲، حدیث ۳۶۷۴)

یعنی طبیب تو اللہ تعالیٰ ہے اور تم رفیق ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ طبیب اول ہیں جنہوں نے فرمایا تھا جب کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو۔ (بروایت حضرت عبداللہ بن ابی اوفی)

فائدہ ﴾ یہ اصول پہلی دفعہ تپ دق (ٹی بی) خسرہ، کالی کھانسی، سعال، چیچک، کن پیڑوں اور کُوڑھ (ایک ایسی گندی بیماری جو خون کی خرابی سے پیدا ہوتی ہے/برص) میں صحیح ثابت ہوا کہ متعدی اور چھوت چھات کی بیماری میں یہ اصول ایک حاذق طبیب اور ماہر ڈاکٹر کا کام دیتا ہے۔

فقیر نے عمداً مقدمہ طویل لکھا ہے تا کہ تمبا کو نوش حضرات کو یقین ہو کہ جس تمبا کو کو اپنی راحت جان سمجھا ہوا ہے وہ تمہارے لئے زہر قاتل اور جان لیوا ثابت ہوگا۔ فقیر اس کے مُضرات اور نقصانات کی تفصیل عرض کرے تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہو لیکن چونکہ اختصار مدنظر ہے اسی لئے اس مختصر رسالہ میں تمباکو کے موٹے موٹے ضرر و نتائج پیش کرتا ہے اگر کسی کی سمجھ

آجائے تو آج ہی تمباکونوشی سے باز آجائیں ورنہ اگر کوئی دیدہ دانستہ آگ میں چھلانگ لگائے تو اسے کون روک سکتا ہے۔

تمباکو نوشی کے تباہ کن اثرات ﴿تمباکونوشی سے مَرَض سَرْطَانْ (کینسر) پیدا ہوتا ہے سَرْطَانْ کی کئی اقسام ہیں لیکن سب سے زیادہ حلق، سانس کی نالیوں اور پھیپھڑوں کا سَرْطَانْ ہے جس کا تناسب دیگر اقسام کے مقابلہ میں نہ صرف تین گنا ہے بلکہ اس تناسب میں بعض وجوہات کے سبب جن کا آگے ذکر کیا جائے گا مسلسل اضافہ ہورہا ہے یہ اضافہ صرف مردوں میں ہی نہیں بلکہ عورتوں میں بھی شمار کیا جارہا ہے۔امریکی ماہرین کی آراء (رائے) کے مطابق اگر عورتوں میں تمباکونوشی کے رجحان کو گھٹایا نہ گیا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ عورتیں اس مَرَض میں مردوں سے آگے بڑھ جائیں۔امریکن کینسر سوسائٹی کے ڈاکٹر ای کوائلز ہمینڑ اور زنیسیل ہارن نے ۱۹۵۰ء کے اَوائل (ابتداء) میں اس اَمر کا باقاعدہ جائزہ لینے کی کوشش کی کہ پھیپھڑے کے سَرْطَانْ کے اسباب اور اس سے واقع اموات کا سبب کیا ہے۔ان حضرات کی کوششوں سے جو نتائج سامنے آئے ان سے اس بات کا اِثبات ہوا کہ سگریٹ نوش افراد خواہ اس میں عورتیں کیوں نہ شامل ہوں موت سے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں بمقابلہ ان حضرات کے جو اس قَبِیح (بُری) عادت کا شکار نہیں ہوتے۔ماہرین کی رپورٹ کو سامنے رکھتے ہوئے اگر امریکہ میں ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۷۰ء تک واقع ہونے والی اموات کا تجزیہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ موت کن سے زیادہ قریب ہوتی ہے تو مندرجہ ذیل جدول با آسانی تیار کیا جاسکتا ہے۔

امراض	سَرْطَانْ	قلب	دق	اعصابی امراض
سگریٹ نوش	75فیصد	50فیصد	73.5فیصد	40فیصد
سگریٹ نہ پینے والے	25فیصد	50فیصد	26.5فیصد	60فیصد

آج امریکہ اور یورپ کے ان تحقیقاتی اداروں نے جو کلیۃً تمباکونوشی کی صنعت کے عصبیات پر چل رہے ہیں یہ ثابت کردیا ہے کہ تمباکو میں ایسے مُضِر اجزاء موجود ہیں جو سَرْطَانْ کی پیدائش کا سبب بن سکتے ہیں۔تمباکو سَرْطَانْ پیدا کرتا ہے یا نہیں اس کا تجربہ آپ خود بخود کرسکتے ہیں۔تجربہ گاہ میں ایک صحت مند توانا چوہے کی پشت سے سگریٹ کشید مادے کو داخل کرکے اس سے پیدا شدہ اثرات کا مطالعہ کیجئے آج ساری دنیا تمباکونوشی کے مُضْمَرَات (چھپی ہوئی باتیں) اور اس سے پیدا شدہ مسائل کے حل کی تگ ودو میں مصروف ہے سینکڑوں تحقیقاتی ادارے اس ضمن میں بڑا مثبت کام انجام دے رہے ہیں اگر آپ اب تک اس ضمن میں کی گئی تحقیق کا جائزہ لیں تو اس تمام کے لب لباب کو مختصر طور پر یوں بیان کرسکتے ہیں۔

(۱) بعض طَبَــعِـــی وُجُوہات کے سبب سگریٹ نوش حضرات میں اموات کی تعداد سگریٹ نہ پینے والوں کی تعداد سے چالیس فیصد زائد ہے ستر فیصد اموات کا اضافہ ایسے نفوس میں تھا جو صرف دس سگریٹ روز کے نوش کرنے والوں میں شامل تھے جبکہ اسی فیصد کا اضافہ دس سے بیس سگریٹ روز پینے والوں میں ملا، چھیانوے فیصد بیس سے چالیس یعنی ایک سے دو پیکٹ روز سگریٹ نوش حضرات میں تھا۔

(۲) تحقیقاتی کمیٹی کے کام کے دوران یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ وہ لوگ جو تمبا کو نوشی کو خیر باد کہہ چکے تھے ان میں مذکورہ اعداد وشمار گھٹ گئے چنانچہ جن افراد نے تجرباتی کمیٹی کے قیام سے دس سال پہلے ہی سگریٹ نوشی ترک کر دی تھی جبکہ ان کا شمار دس سے بیس فیصد سگریٹ پینے والوں میں تھا موت کی شرح پچاس فیصد تک گھٹ گئی۔

(۳) اسی طرح پھیپھڑے کے سَرْطَان کی شرح سگریٹ نوشی کے ساتھ بڑھتی رہتی ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ اس مَرَض کی تعداد ایک ہزار فیصد ان لوگوں میں زیادہ تھی جو با قاعدہ سگریٹ نوش کرتے تھے اور تقریباً چھ ہزار فیصد ان میں زیادہ تھی جو روزانہ دو سے زیادہ سگریٹ استعمال کیا کرتے تھے۔

اس چیز کو آپ بہتر طور پر یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اگر سگریٹ نہ پینے والوں کی تعداد اموات سو فیصد ہو تو روزانہ سگریٹ پینے والوں کی شرح اموات یوں ہوگی۔

سگریٹ کی تعداد	شرح اموات سالانہ
دس سگریٹ روز	34 فیصد
دس سے بیس سگریٹ روز	70 فیصد
بیس سے تیس سگریٹ روز	96 فیصد

بہر حال جدید سائنسی تحقیقات بالخصوص ڈاکٹر ہمینڈ ہارن کے جائزے نے یہ واضح کر دیا ہے کہ سگریٹ نوشی بڑی حد تک پھیپھڑے کے سَرْطَان کا قوی سبب بنتی ہے۔ نیشنل کینسر انسٹی ٹیوٹ امریکہ کے ڈاکٹر ہیرلڈ ایف ڈارن کی تحقیقات سے یہ تناسب ایک اور سو کا ہوا ہے۔ المختصر یہ کہ اگر آپ عہد حاضر میں سائنس کے سہارے سَرْطَان کے اسباب پر ہونے والی تحقیقات پر نظر ڈالیں تو یقیناً سائنس دانوں کے ان ثوابت کو جھٹلا نہ سکیں گے جو سگریٹ نوشی کو جسم انسانی کی تباہی کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔

فــائدہ ﴾ راقِم (لکھنے والے) نے اب تک جو حقائق اعداد وشمار سے متعلق بیان کئے ہیں یہ سب ان تحقیقات کا ثَمَـر (نتیجہ) ہے جو حیاتیاتی یا کیمیاوی تجربات مخصوص امراض اور ان سے ہونے والی اموات سے رنگین ہے۔ ان تحقیقات میں

وہ ابتدائی کاوشات بھی شامل ہے جن کا مقصد تحقیق کے راستے کو ہموار کرنا تھا مثلاً ڈاکٹر ارنسٹ ابل وانیڈر اور ان کے دیگر رفقاء نے چوہوں کے کمر کے بال مونڈ کر ان پر سگریٹ سے حاصل کیا ہوا مادہ لگایا تو اس عمل سے سَرطان کی پیدائش عمل میں آئی جو تمباکو اور سَرطان کے درمیان راستے کے اظہار کا ایک واضح اور نا قابل تردید ثبوت تھا۔ موجودوقت میں تمباکو میں پائرین دریافت ہو چکا ہے جسے سَرطان کی پیدائش کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے اسی طرح تمباکو کے دھوئیں سے مزید آٹھ ایسے مرکبات ملے ہیں جو اس مَرض کا سبب سمجھے جاتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اس میں مزید کچھ اس قسم کے عناصر موجود ہیں جن میں سَرطان پیدا کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے خاص طور پر وہ مرکبات جن کا ہیتی ڈھانچہ پولی سالفیکل ہائیڈروکاربن مرکبات سے ملتا جلتا ہے۔

ممکن ہے قارئین کو نہ معلوم ہو کہ سَنکِھیا (ایک قسم کا زہر) اسبابِ سَرطان کا ایک جز ہے جبکہ یہی عنصر تمباکو میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کے انہی مُضَمرات کی وجہ سے امریکی محکمہ خوراک وادویہ نے غذائی اشیاء میں اس کی مقدار فی دس لاکھ میں تین حصے سے زیادہ کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے۔

تمباکونوشی سے متعلق افراد نے مختلف حیلے بہانے تراشے، طرح طرح کی باتیں بنائیں لیکن وہ حقائق کو شکست نہ دے سکے۔ دسمبر ۱۹۵۹ء میں نین جرمنی کے اسپتال میں تین اقسام کی بَافتُوں پر تحقیقات کی گئیں ان میں پہلی قسم بَافتوں کی وہ تھی جن میں سَرطان سرے سے تھا ہی نہیں، دوسری قسم میں ہونے والا تھا اور تیسری قسم مکمل طور پر اس سے آلودہ تھی۔ ان بَافتوں کے مطالعہ میں یہی چیز مطلع نظر تھی کہ کون سی بَافت، کس شخص کی ہے اور آیا وہ سگریٹ نوش تھا یا نہیں۔ اس کوشش سے مزید ان کی معلومات میں اضافہ ہوا جس کا مقصد تمباکو اور سَرطان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنا تھا۔

اگر آپ سگریٹ نوشی اور امراضِ قلب کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس سے کُل جو اموات واقع ہوئی ہیں ان میں 52.1 فیصد کا سبب امراضِ قلب سے تھا اس قسم کے امراض سے مرنے والوں کی تعداد سگریٹ نوش حضرات میں بمقابلہ سگریٹ نہ پینے والوں کی ستر فیصد زائد تھی اس بات کو آپ یوں بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ اگر امراضِ قلب سے مرنے والوں کی تعداد سگریٹ پینے اور نہ پینے کے برابر ہوتی تو امریکی اعداد وشمار کے مطابق سالانہ دس ہزار افراد جاں بحق ہونے سے بچ جاتے۔ ڈاکٹر ہمینڈ ہارن نے اس ضمن میں جو رپورٹ پیش کی اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ ان افراد کا ذکر ہے جنھوں نے تحقیقات سے ایک سال قبل سگریٹ نوشی امراضِ قلب کے سبب چھوڑی تھی جنھوں نے رپورٹ کی تحریر کے وقت سگریٹ نوشی نہیں چھوڑی تھی۔

سگریٹ نوشی یا تمباکو کے دوسرے استعمالات سے انسانی ''اَمْــنِیَـــتْ'' یعنی انسانی حفاظت میں بڑی کمی واقع ہوئی ہے۔ اَمْـنِیَـتْ سے مراد انسان کا وہ اندرونی نظام ہے جو اسے کسی مَرَض آور سے مکمل بچاؤ مہیا کرتا ہے جس خوریت اس نظام کا ایک اہل عمل ہے جس میں خون کے سُفید خُلیے جسم میں داخل ہونے والے جراثیم پر حملہ آور ہوکے اس کا قَـلْـع وَقَـمْـع (توڑ پھوڑ) کر دیتے ہیں جسے آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ مَرَض آور (بیماری پیدا کرنے والے جراثیم) کے جسم میں داخل ہونے کے بعد ان سُفید خُلیوں اور داخلِ مَرَض آورِی (یعنی جراثیم کے داخل ہونے) میں مَعْرَکَۃ الآرَاءْ (ایک دوسرے کے مُقابل لڑنے والے) امراض کا آغاز ہوتا ہے جس میں خُلیے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اِن مَرَض آوَرُوں (جراثیموں) کو ہڑپ کر جائے اور مَرَض آور کی کوششیں یہ ہوتی ہیں کہ وہ میزبان کے جسم میں بیماری پیدا کر دے اب ظاہر ہے کہ اگر اِن خُلیوں کی تعداد جسم میں مقررہ حُدود کے اندر ہوگئی تو جراثیم بیماری پیدا کرنے میں ناکام رہے گا اگر ایسا نہ ہو تو با آسانی اثر انداز ہو جائے گا۔ تمباکو کا دھواں نِـکُـوِیـنْ سمیت اِن خُلیات کے لئے نہایت مُضر اثرات رکھتا ہے اس سے یہ خُلیات ہلاک ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ ان کی تعداد اس معیار سے بہت کم ہو جاتی ہے جو اَمْنِیَت کے لئے بہت ضروری ہے۔ واضح رہے اَمْنِیَت کا یہ طَبَعِی طریقہ ہے اور تمباکو نوشی اس طَبَعِی طریقے کے علاوہ دیگر طریقوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

تمباکو نوشی کے جن مزید اثرات کا جو انسانی جسم پر اپنے مہلک نشانات چھوڑتے ہیں ماہرین نے ذکر کیا ہے کہ ان میں بلڈ پریشر، دمہ، دماغ کا کینسر، تپ دق اور ہیجان انگیزی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں اور ان کا واضح ذکر ڈاکٹر ہارن کی رپورٹ سے ملتا ہے۔

تمباکو اور اس کے دھوئیں میں جو مُضِر اجزاء شامل ہیں ان میں سے کئی کی ابھی تک شناخت نہیں ہوسکی تاہم امید ہے کہ مستقبل قریب میں بھی یہ دریافت ہو جائیں یقیناً یہ دریافت ان کے مُـضْـمَـرَاتْ (چُھپی باتوں) کا ایک وسیع باب کھول کر سامنے لائے گی۔ موجودہ وقت اگر ہم سگریٹ کے تمام اجزاء کو چھوڑ کر صرف نِـکُـوِیـن ہی کو بنیاد بنائیں تب بھی اس کا زَہرناک (زَہریلی) خصوصیات کو کم نہ کیا جاسکے گا۔ آج کسی مقبول برانڈ کے سگریٹ میں نِـکُـوِیـن کی ۲.۵ ملی گرام مقدار موجود ہوتی ہے یہ ایک انتہائی فوری سَـمِّـی الْاَثَـر (وہ زَہر جو انتہائی تیزی سے اثر انداز ہوتا ہے) مادہ ہے چونکہ تمباکو نوشی کے ذریعہ اس کی تھوڑی تھوڑی مقدار ہمارے جسم میں داخل ہوتی رہتی ہے اس لئے جسم میں اس کا ردِ عمل ایک عارضی تقویت (چند دِنوں کے وقت) کی صورت میں داخل ہوتا ہے پھر یہ ان اعصاب کو مضمول اور مفلوج (فالج زدہ) بنا دیتی ہے۔ اس کی قلیل مقدار میں دخول سے امراضِ قلب، تپ دق اور اعصابی کمزوری پیدا ہوتی ہے لیکن اگر بیک وقت یہ کثیر مقدار جسم میں داخل کر دی جائے تو عضلات اور حواس ناکارہ ہو کر کام کرنا بند کر دیتا ہے۔ (ماخوذ ملخصا روزنامہ آفتاب ملتان)

تمباکو نوش برادری ﴾تمباکو سب سے زیادہ حقہ اور سگریٹ میں استعمال ہوتا ہے۔اس کے زَہر قاتل ہونے میں شک کرنا حماقت ہے سَرطان جیسے موذی مَرَض کے علاوہ دل کے امراض مہلکہ کا سب سے بڑا سبب یہی تمباکونوشی ہے۔اخبارات ومشاہدات ہمارے سامنے ہیں کہ دن میں کتنی اموات واقع ہوتی ہیں اکثر وہ اسی تمباکونوشی کے زَہر سے ہوتی ہیں اسی لئے دل کے مریضوں کو ڈاکٹر واَطِبَّاءُ(طبی ماہرین)تمباکونوشی سے سخت پرہیز کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔چونکہ اس کا زیادہ استعمال سگریٹ نوشی اور حقہ کشی سے ہوتا ہے فقیر آئندہ صفحات میں مختصراً عرض کرتا ہے۔

سگریٹ نوشی و حقہ نوشی ﴾ہم سب جانتے ہیں کہ حقہ کشی اور سگریٹ نوشی کی بدعادت ساری دنیا میں بہت زوروں سے پھیل رہی ہے مگر اس عادت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خطرات سے کوئی واقف نہیں ہے اور اگر ہے تو اسے فراموش کردیتا ہے۔

تمباکو میں ۱۰۰ سے زائد کیمیائی مرکبات ہوتے ہیں اور مزید نئے اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب سگریٹ نوش کش لگاتا ہے۔تمباکو مع کاغذ کے جب فضا کی آکسیجن میں جلتا ہے تو اس وقت کم از کم پندرہ مرکبات ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ جن کے بارے میں ماہرین نے حتمی طور پر کہہ دیا ہے کہ یہ کینسر کے پیدا ہونے میں معاون کا کردار ادا کرتے ہیں اس کے علاوہ تمباکو کے جلنے سے کاربن کے نہایت باریک ذرات کا ایک بادل سا پیدا ہوتا ہے جو سگریٹ نوشوں کے ہونٹوں اور زبان سے ہوتا ہوا پھیپھڑوں میں چلا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک سگریٹ نوش کو ان تینوں اعضاء کا کینسر زیادہ ہوتا ہے۔

سگریٹ کے زَہریلے مرکبات آنکھوں کے لئے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں بہت زیادہ سگریٹ پینے والوں کی نظر بھی کمزور ہوجاتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تمباکو کے زَہریلے مرکبات ان شریانوں کی گولائی کو کم کردیتے ہیں جو کہ آنکھ کے پردہ اول (Comia) کو خون پہنچاتی ہیں اس طرح خون کی ترسیل میں چالیس فیصد کمی ہوکر نظر کمزور اور دھندلی ہوجاتی ہے۔

آج کل نوجوانوں میں ایک بیماری (Coronary Thrombos) بہت تیزی سے پھیل رہی ہے اس بیماری میں دل کی طرف خون لے کر جانے والی شریانوں میں کسی ایک جگہ خون منجمد یا نیم منجمد ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں دورانِ خون بند ہوتا ہے اور موت واقع ہوجاتی ہے اس کے ذمہ دار بھی تمباکو سے پیدا ہونے والے مرکبات ہیں اس کے علاوہ یہ مرکبات دل کے پٹھوں میں خون لے کر جانے والی شریانوں میں تَشَنُّج (کھنچاؤ) بھی پیدا کردیتے ہیں اس سے شریانوں کی لچک ختم ہوجاتی ہے اور شریانیں تنگ بھی ہوجاتی ہیں اور یوں آدمی بلڈ پریشر (Blood Pressure) کا شکار ہوجاتا ہے۔

نِکُوٹِین (Nicotine) جوکہ تمباکو کا ایک اہم جُز وہے ہمارے خون میں شامل ہوکر اعصاب کو بہت نقصان پہنچاتا ہے اور یوں اس کی بدولت ہمارے اعصاب کمزور، دماغ مُضْمَحِل (سُست) اور دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے۔ ماہرین کے اندازے کے مطابق تین سگریٹوں میں جتنی نِکوٹِین ہوتی ہے اسے اگر خالص مقدار میں بذریعہ انجکشن جسم انسانی میں داخل کیا جائے تو انسان کو مرنے کے لئے صرف چند منٹ درکار ہوں گے۔

سگریٹ پینے سے نبض کی رفتار بھی بڑھ جاتی ہے، دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے، خون کے دباؤ میں اضافہ ہوجاتا ہے، مِعدَے میں جلن شروع ہوجاتی ہے، مِعدَے کی رَطُوبَت میں تیزابیت بڑھ کر مِعدَے کے تناؤ اور کھینچاؤ میں بے قاعدگی ہوجاتی ہے، بھوک میں کمی ہوجاتی ہے، مِعدَے میں نمک کا تیزاب (Hydrochloric Acid) بہت زیادہ پیدا ہونے لگتا ہے یہی وجہ ہے کہ سگریٹ نوشوں میں مِعدَے کا نَاسُور (زخم و تکلیف دہ چیز) دوسروں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے جو کہ اکثر مُھْلِک (ہلاک کرنے والا) ثابت ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ سگریٹ سے عام صحت پر بھی بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ امراضِ قلب اور دل کے دَورُوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، نظامِ تنفس پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے، ذرا سا تیز چلنے سے سانس پھولنے لگتی ہے، کھانسی شروع ہوکر مسلسل رہتی ہے، سَمَاعَت (سُننا) میں فرق آجاتا ہے، سونگھنے کی حِسّ مردہ ہوجاتی ہے۔ سگریٹ میں نِکوٹِین جیسے مہلک زَہر کے علاوہ سترہ ایسے زَہر موجود ہوتے ہیں جو کہ سگریٹ نوش سے جسم کو کھوکھلا کردیتے ہیں اور بالآخر وہ سَرطَان جیسے مُوذِی (تکلیف پہنچانے والے) مَرَض میں مبتلا ہوکر دَارِ فَانِی (دُنیا) سے کُوچ کرجاتا ہے۔

سگریٹ میں پائے جانے والے زَھر

(۱) ہائیڈروجن سینائیڈ ٭ یہ دنیا کا سب سے مہلک قسم کا زَہر ہے یہ کسی مرکز میں اس حد سے ۱۶۰ گنا زیادہ پایا جاتا ہے جس سے کسی صنعت کو محفوظ کیا جاسکتا ہے۔

(۲) ایمونیا ٭ یہ زَہر گھریلو اشیاء کی صفائی میں مُسْتَعْمَلْ (اِستعمال شدہ) ہے۔

(۳) کاربن مونو آکسائیڈ ٭ یہ مہلک گیس کوئلہ جلانے سے حاصل ہوتی ہے یہ خون کے سرخ ذرات (R.B.C) کی آکسیجن لے کر جانے والی صلاحیت کو ختم کردیتی ہے۔

(۴) نِکوٹِین ٭ یہ ایک عمدہ کیڑے مار دوا ہے اور مادہ حیات (Proto Plams) کے لئے قاتل ہے۔

(۵) بوٹین ﴿ یہ زہر سفری چولہوں میں بطورِ ایندھن کے مستعمل ہے۔

(٦) ٹار ﴿ یہ مرکب ۲۰۰ کیمیائی مرکبات پر مشتمل ہے اور تجربات سے معلوم ہو چکا ہے کہ اس میں ۲۰ سے زائد مرکبات ایسے ہیں جو کینسر پیدا کرتے ہیں۔

(۷) فینسول ﴿ یہ زہر (Cilia) کو تباہ کر دیتا ہے سیلیہ بال کی مانند ایک عضو ہے جو کہ سانس کی نالی (Trachea) میں پایا جاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے یہ زہر بہت زیادہ سوزش پیدا کرتا ہے یہ پلاسٹ اور پینٹ والی مصنوعات میں زیادہ مستعمل ہے۔

یہ اِقتِباس میڈیکل آفیسر آف ہیلتھ ساؤتھ ویسٹرن زونل ڈسٹرکٹ کونسل سوال برائے ۱۹۷۲ء کی سالانہ رپورٹ سے لیا گیا ہے۔

برطانیہ میں ہر سال ۲۵ سے ۳۵ سال کی عمر تک تقریباً دو ہزار پانچ سو افراد سگریٹ نوشی کی وجہ سے لُقمَہ اَجَلْ بن جاتے ہیں۔ رائل کالج آف فزیشن (برطانیہ) کے ماہرین کے مطابق ایک سگریٹ سے ساڑھے پانچ منٹ کی زندگی کم ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص سگریٹ نوشی ترک کر دے تو وہ مزید ۱۳ سے ۱۵ منٹ تک زندہ رہ سکتا ہے۔ تحقیقات سے یہ بات صاف ہو گئی ہے کہ سگریٹ نوشی سے پھیپھڑوں (Lungs) کے امراض اور کینسر پیدا ہوتے ہیں۔

جب تمباکو کا دھواں زور سے اندر کھینچا جاتا ہے تو اس سے ان لاتعداد خُلیوں میں خراش پیدا ہو جاتی ہے جو پھیپھڑوں کے سب سے چھوٹے خانوں میں (Alveoli) بطورِ اَستَر کے کام کرتے ہیں چنانچہ اس سے ان خانوں یعنی ہوا دانوں کی دیواریں موٹی ہوتی چلی جاتی ہیں، ان کی لچک میں کمی آ جاتی ہے اور وہ اپنا خاص کام آکسیجن جسم میں بھیجنا اور کاربن باہر خارج کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھتے ہیں۔ اگر ذرا بھی زور پڑے مثلاً کھانسی یا چھینک وغیرہ تو ان (Alveoli) کی دیواریں پھٹ جاتی ہیں اور یوں پھیپھڑوں کا ایک حصہ بے کار ہو جاتا ہے جب پھیپھڑے کا کچھ حصہ بیکار ہو جاتا ہے تو جسم کو اس کی مطلوبہ آکسیجن نہیں پہنچ پاتی ہے اور اعضاء سست ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پھیپھڑے کی باقی شریانوں میں خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے اور دل کا بایاں حصہ (Left Vertical) خون پھینکنے کے لئے زیادہ زور لگاتا ہے کیونکہ اس کے لئے مُزَاحَمَت میں اضافہ ہو جاتا ہے جس سے دل کو مزید محنت کے لئے مجبور کیا جاتا ہے تو اس وقت سگریٹ کے دھواں سے نکلنے والی کاربن مونو آکسائیڈ خون کے سرخ خُلیات میں شامل ہو جاتی ہے یوں ان (R.B.C) کی خون لے کر جانے والی صلاحیت کو ختم کر دیتی ہے۔

تمباکو کی سوختہ چیکٹ کے کیمیائی امتحان سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں بھی کئی قسم کے مَوْلِدْ (پیدا ہونے والے) سَرْطَانْ مادے ہوتے ہیں۔تمباکو کی جلی ہوئی چیکٹ کو جانوروں کی جلد پر مسلسل لگانے سے انہیں جلدی سَرْطَانْ (Skin Cancer) ہو جاتا ہے۔

سَرْطَانْ پیدا کرنے میں تمباکو کے علاوہ سگریٹ سے خارج ہونے والے دھوئیں کو بھی دخل ہے۔گرم دھوئیں سے مخاطی جھلی (Mucmembraac) میں تمباکو کے مُضِرْ اور مولد سَرْطَانْ مادوں کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت میں کئی سو گنا کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

مغربی جرمنی کے ایک مشہور ماہر نفسیات میتھر وینڈرلین نے دعویٰ کیا ہے کہ جو حاملہ عورتیں سگریٹ پیتی ہیں ان کے یہاں پیدا ہونے والے بچے کئی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔عام طور پر سگریٹ نوش عورتیں جو بچے پیدا کرتی ہیں ان کے وزن بہت کم ہوتے ہیں ایسے بچوں کو سانس لینے میں بھی بہت دشواری ہوتی ہے اور کئی معاملوں میں ایسی عورتوں کے بچوں کے انٹرویوز کے بنیاد پر مرتب کی گئی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۳۰ برس کی ہر ایک میں سے ۴ عورتیں روزانہ دس سگریٹ بھی پئیں تو بھی ان کی صحت پر بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔

مغربی جرمنی کے ایک اسپتال کے کئی ڈاکٹروں نے بھی میتھر وینڈرلین کے اس دعویٰ کی تصدیق کی ہے۔

امریکن کینسر سوسائٹی نے کینسر سے مرنے والے ایک لاکھ ۸۸ ہزار ان افراد کا مطالعہ کیا جن کی عمریں پچاس سے ستر سال تک تھیں تو یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچ گئی کہ سَرْطَانْ کے ذریعے مرنے والوں میں زیادہ تعداد ان کی تھی جو کہ سگریٹ نوشی کرتے تھے۔

اب اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ ہر طبقہ خیال اور ہر عمر کے لوگ نیز مرد اور عورتیں سب کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ تمباکو انسانی صحت کے لئے خطرناک حد تک مُضِرْ ہے اس سے انسانی جسم میں ایسی بیماریاں پرورش پانا شروع کر دیتی ہیں جو کہ ایک مدت کے بعد ظاہر ہوتی ہیں اور اس وقت ان کی شدت اور سمت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس پر قابو پانا مشکل ہوتا ہے۔اس کے باوجود اگر کوئی یہ کہے کہ سگریٹ نوشی سے کوئی خاص نقصان نہیں پہنچتا ہے تو وہ سائنس دان جن کی عمریں اس تحقیق میں گزر گئیں کہ سگریٹ انسانی صحت کے لئے ہرگز ہرگز مفید نہیں پاگل اور بیوقوف تھے شاید؟

ایک غلط خیال یہ بھی پھیلا ہوا ہے کہ نقصان گہرا کش لگانے سے ہوتا ہے اگر کش ہلکا لیا جائے اور اس کا دھواں منہ ہی میں رہے تو کوئی خاص نقصان نہیں ہوتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔نقصان دونوں صورتوں میں ہوتا ہے منہ کے ذریعہ تمباکو کی

زہریلی گیس خون میں شامل ہوکر اپنا کام بالکل اسی طرح کرتی ہے کہ جس طرح پھیپھڑے میں پہنچ کر۔
غرض تحقیقات اورامراض کی کثرت سے ماہرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سگریٹ کا ہر کش زہر کے گھونٹ سے کم نہیں ہے۔(ماخوذ اُفق، کراچی)

تمباکو نوشی کا شرعی حکم حضرت صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مولانا حکیم مفتی امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ الباری بہارِ شریعت حصہ دوم کے ضَمِیْمَہ میں لکھتے ہیں تمبا کو ایک درخت کا پتہ ہے جس میں کچھ اجزاء ملا کر کھاتے ، پیتے ، سونگھتے ہیں اور یہ بَدِیہی (یقینی) بات ہے کہ پتے نَجس (ناپاک) نہیں باقی اجزاء مثلاً شیرہ (نچوڑا ہوا رَس) ریہ یا خوشبو کرنے یا دیگر منافع کے لئے کچھ اجزاء اور شامل کئے جاتے ہیں مثلاً سنبل الطیب اناس، املتاس، بیر، کٹھل وغیرہا ان میں کوئی چیز نجس نہیں لہٰذا تمبا کو طَاھِرٌ (نجس سے پاک)۔ یہ امر آخر ہے کہ اس کے کھانے پینے سے بے ہوشی کی کیفیت پیدا ہو جائے تو بَوَجْہٖ تَفْسِیرٌ (مقصدِ مَطلب) اس کا اس حد تک کھانا پینا حرام ہوگا۔

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفَتِّرٍ

(سنن ابی داؤد، كتاب الأشربة، باب النهى عن المسكر، جلد٣، صفحه٣٢٩،حديث٣٦٨٦)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشہ لانے والی اور عقل میں فُتُور لانے والی یا سستی پیدا کرنے والی ہر ایک چیز سے منع فرمایا ہے۔

حرام اور نجس میں فرق حرام ہونا اور بات ہے نجس ہونا اور بات اور ویسے مٹی بھی حد ضرر تک کھانا حرام ہے حالانکہ مٹی پاک بلکہ پاک کرنے والی ہے۔ کتب فقہ میں بے شمار جزئیات ملیں گے کہ زیادہ کھانا حرام ہے اور شے پاک۔ تنویر الابصار میں ہے: وَالْمِسْكُ طَاهِرٌ حَلَالٌ

(تنوير الابصار، كتاب الطهارة، باب المياه، جلد١، صفحه٤٠٤)

یعنی مُشک (کستوری) پاک حلال ہے۔

اس پر صاحب ردالمحتار نے فرمایا: زَادَ قَوْلَهُ حَلَالٌ لِأَنَّهُ لَا يَلْزَمُ مِنْ الطَّهَارَةِ الْحِلُّ كَمَا فِي التُّرَابِ مِنَحٌ أَىْ فَإِنَّ التُّرَابَ طَاهِرٌ وَلَا يَحِلُّ أَكْلُهُ

(ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فى المسك الخ، جلد١،صفحه٤٠٣)

یعنی اسی کے تحت حلال کا لفظ زیادہ کیا کیونکہ طہارت سے حلال ہونا لازم نہیں آتا جیسا کہ مٹی میں ہے یعنی بیشک مٹی پاک تو ہے مگر حلال نہیں ہے اس کا کھانا۔

تمباکو کا دھواں ﴾تمباکو پاک ٹھہرا،اس کا دھواں کس طرح ناپاک ہوسکتا ہے۔پاک چیز تو خود پاک چیز ہے، ناپاک چیزوں کے دھوئیں کی نسبت فقہ حنفی کا حکم ہے کہ جب تک اس سے اس ناپاک شے کا اثر ظاہر نہ ہو،حکم طہارت ہے۔

رد المحتار میں ہے: إِذَا أُحرِقَتْ الْعَذِرَةُ فِي بَيْتٍ فَأَصَابَ مَاءُ الطَّابَقِ ثَوْبَ إِنْسَانٍ لَا يُفْسِدُهُ اسْتِحْسَانًا مَا لَمْ يَظْهَرْ أَثَرُ النَّجَاسَةِ فِيهِ ، وَكَذَا الْإِصْطَبْلُ إذَا كَانَ حَارًّا ، وَعَلَى كُوَّتِهِ طَابَقٌ أَوْ كَانَ فِيهِ كُوزٌ مُعَلَّقٌ فِيهِ مَاءٌ فَتَرَشَّحَ ، وَكَذَا الْحَمَّامُ لَوْ فِيهَا نَجَاسَاتٌ فَعَرِقَ حِيطَانُهَا وَكُوَّاتُهَا وَتَقَاطَرَ

(ردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب فى العفوعن طين الشارع، جلد ۱، صفحه ۵۸۳)

یعنی کسی کمرے میں نجاست کو آگ سے جلانے کی بناء پر حرارت پر وہ قطرے کسی کے کپڑوں کو لگے تو اِسْتِحْسَان (اجازت) کے طور پر کپڑے ناپاک نہ ہوں گے جب تک ان قطرات میں نجاست کے اثرات ظاہر نہ ہوں۔اسی طرح اَصْطَبَلْ میں حرارت اور چھت پر ڈھکنا ہونے کی صورت میں یا وہاں کوئی پانی کا مٹکا ہونے کی صورت میں پانی ٹپکنا شروع کردے۔اسی طرح کسی حمام میں مختلف نجاستیں ہوں تو وہاں دیواروں اور چھت پر قطرے بن کر ٹپکنے لگیں۔

فتاویٰ عالمگیریه میں ہے: دُخَانُ النَّجَاسَةِ إِذَا أَصَابَ الثَّوْبَ أو الْبَدَنَ الصَّحِيحُ إِنَّهُ لَا يُنَجِّسُهُ هَكَذَا فى السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ وفى الْفَتَاوَى إذَا أُحْرِقَتْ الْعَذِرَةُ فى بَيْتٍ فَعَلَا دُخَانُهُ وَبُخَارُهُ إِلَى الطَّابَقِ وَانْعَقَدَ ثُمَّ ذَابَ أو عَرِقَ الطَّابَقُ فَأَصَابَ مَاؤُهُ ثَوْبًا لَا يَفْسُدُ اسْتِحْسَانًا ما لم يَظْهَرْ أَثَرُ النَّجَاسَةِ وَبِهِ أَفْتَى الْإِمَامُ أبو بَكْرٍ محمد بن الْفَضْلِ كَذَا فى الْفَتَاوَى الْغِيَاثِيَّةِ وَكَذَا الْإِصْطَبْلُ إذَا كان حَارًّا وَعَلَى كُوَّتِهِ طَابَقٌ أو بَيْتُ الْبَالُوعَةِ إذَا كان عليه طَابَقٌ فَعَرِقَ الطَّابَقُ وَتَقَاطَرَ وَكَذَا الْحَمَّامُ إذَا أُحْرِقَ فيه النَّجَاسَةُ فَعَرِقَ حِيطَانُهَا وَكُوَاهَا وَتَقَاطَرَ كَذَا فى فَتَاوَى قَاضِي خَانْ

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب الساب فى النجاسة واحكامها، الفصل الثانى ، جلد ۱، صفحه ۴۷)

یعنی اور نجاست کا دھواں اگر پہنچ جائے کپڑوں پر یا بدن پر تو بس صحیح یہی ہے کہ بیشک وہ نہیں نجس کرے گا کپڑوں کو اور اسی طرح ہے سراج الوہاج میں اور فتاویٰ میں کہ اگر جلایا جائے پائخانہ گھر میں اور اس کا دھواں یا بُخارات پھر پہنچ جائیں کڑاہی میں اور جم جائے اس پر اور پھر دھویا جائے اس کڑاہی کو اور اس کا پانی کپڑوں پر لگے تو نہیں ناپاک ہونگے اس سے کپڑے استحسان کے طور پر وہ جو نہیں ظاہر ہوا نجاست کا اثر اس پر اور اسی پر فتویٰ دیا ہے امام ابوبکر بن الفضل نے جیسا کہ فتاویٰ غیاثیه میں ہے اور اسی طرح معاملہ ہے اصطبل کا کہ جب وہ جل جائے اور ہوا اس کے فرش پر کڑاہی یا ہو کیچڑ ادان اور اس کے اوپر کڑاہی اور اس کڑاہی کو دھویا جائے اور اس میں سے پانی ٹپکے اور اسی طرح حمام کہ اس میں اگر

جلایا جائے نجاست کو اور پھر دھوئی جائے اس کی دیواریں اور اس کی نالیاں اور ان میں سے قطرات ٹپکیں۔ یہ فتـــاویٰ قاضی خان میں ہے۔

نوشادر کہ غلیظ کا بخار جمع ہو کر بنتا ہے علماء نے اسے طاہر بتایا۔ رد المحتار میں ہے: أَمَّا النُّوشَادِرُ الْمُسْتَجْمَعُ مِنْ دُخَانِ النَّجَاسَةِ فَهُوَ طَاهِرٌ

(ردالمحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب العرقى الذى يستقطرمن دردى الخمر نجس حرام، بخلاف النوشادر، جلد ۱، صفحه ۵۸٤)

یعنی بہر حال اگر جمع کیا جائے نوشادر نجاست کے دھوئیں میں سے تو وہ پاک ہے۔

ان تقریرات سے مُنصِف مزاج ومُتَّبِـــعِ فقہاء (اِنصاف پسند طبیعت و پیروی کرنے والے فقہاء) کے نزدیک بخوبی ثابت ہو گیا کہ حُقّہ کا پانی طاہر ہے۔ رہا یہ جاہلانہ شُبہ کہ پاک ہے تو پیتے کیوں نہیں۔ رینٹھ بھی تو پاک ہے پھر کیوں نہیں کھاتے؟ تھوک بھی پاک ہے پھر کیوں نہیں پیتے؟ افیون و بھنگ بھی تو ناپاک نہیں پھر کیا پیو گے؟ جب پاک چیزیں حرام تک ہوتی ہیں تو طبعاً (اِخلاقاً) مکروہ وناپسند ہونا کیا دشوار ہے۔ یہ تو ہمارے دلائل تھے، اب اسے ناپاک کہنے والے بھی تو بتائیں کہ کس آیت سے کہتے ہیں یا حدیث سے یا کتاب سے اور جب کہیں سے نہیں تو یہ شریعت پر اِفْتِرَا (تُہمت) ہو گا یا نہیں؟ شریعت پر افترا سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت و توفیق بخشے آمین۔ رہا اس کا مُــطَـهِّــرْ (طاہر) ہونا اس کا مدار مائے مطلق (ضروری بُنیادِ آزادانہ) پر ہے کہ مائے مطلق سے وضو وغسل جائز ہیں، مُـقَـيَّـدْ (قید کیا ہوا) سے نہیں۔ "کــمــا هــو مصـرح فی المتون" لہٰذا پہلے ہم مطلق کی تعریف بیان کریں جس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مطلق ہے یا مقید۔ مطلق کی جامع مانع تعریف جو جُزْئِیَّات منصوبہ سے مُنْتَقِضْ (پرانا) نہ ہو وہ ہے جو رسالہ النور والنورق میں سیدی وسندی ومستندی مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰ حضرت قبلہ نے فرمائی ہے کہ مطلق وہ پانی ہے کہ اپنی رِقَّتْ طَبَعِي پر باقی رہے اور اس کے ساتھ کوئی ایسی شے نہ ملائی گئی ہو جو اس سے مقدار میں زائد یا مساوی ہے۔ نہ ایسی شے کہ اس کے ساتھ مل کر چیز دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو جائے جس سے پانی کا نام بدل جائے۔ شربت یا لسی یا نبیذ یا روشنائی وغیرہ کہلائے اور اس کے تمام فروع ومباحث کو دو شعر میں جمع فرمایا:

مطلق آبے ست کہ بر وقت طَبَعِی خود ست
نہ درو مزج دگر چیز مساوی یا بیش
نہ بخلطے کہ بترکیب کندچیزدگر
کہ بود ز آب جدا در لقب و مقصد خویش

زیادتی اطمینان کے لیے قیود تعریف کے متعلق بعض عبارات نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سے مدعا کے سمجھنے میں آسانی ہوگی، پہلی قید رِقّت طَبَعِی کا باقی رہنا۔ شلبیه علی الزیلعی میں ہے: الماء المطلق مابقی علی اصل خلقته من الرقة والسیلان فلواختلط به طاهر اوجب غلظه صار مقیدا۔

(حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق ، کتاب الطهارة، جلد ۱ ، صفحه۷۵)

یعنی مطلق پانی جب تک ہے کہ اپنی اصل خلقت پر ہو یعنی اس میں رقت اور سیلان باقی ہو اور جب اس میں کوئی پاک چیز مل کر اس میں گاڑھا پن پیدا کردے تو وہ مقید ہو جائیگا۔

فتاویٰ امام فقیه النفس قاضی خان میں ہے: لو وقع الثلج فی الماء وصار ثخینا غلیظا لا یجوز به التوضوء لانه بمنزلة الجمد وان لم یصر ثخینا جاز۔

(الفتاویٰ الخانیة، کتاب الطهارة، فصل فی مالا یجوزبه التوضی، جلد ۱ ، صفحه۹)

یعنی اگر برف پانی میں گر گئی اور پانی گاڑھا ہوگیا تو اس سے وضو جائز نہیں کیونکہ یہ بمنزلہ جمد کے ہے اور اگر گاڑھا نہ ہو تو جائز ہے۔

نیز اسی خانیه اور فتاوائے عالمگیریه میں ہے: لوبل الخبز بالماء وبقی رقیقا جاز به الوضوء۔

(الفتاویٰ الخانیة، کتاب الطهارة، فصل فی مالا یجوزبه التوضی، جلد ۱ ، صفحه۹)

یعنی اگر روٹی کو پانی میں بھگویا اور وہ پانی پتلا رہا تو اس سے وضو جائز ہے۔

نیز اسی خانیه میں ہے: ماء صابون وحرض ان بقیت رقته ولطافته جاز التوضوء به

(الفتاویٰ الخانیة، کتاب الطهارة، فصل فی مالا یجوزبه التوضی، جلد ۱ ، صفحه۹)

یعنی صابون اور حُرَض (اُشنان جس سے کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے ہیں) کے پانی کی رقت ولطافت اگر باقی رہی تو اس سے وضو جائز ہے۔

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں: فِي الْيَنَابِيعِ لَوْ نُقِعَ الْحِمَّصُ وَالْبَاقِلَاءُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَطَعْمُهُ وَرِيحُهُ يَجُوزُ التَّوَضِّي بِهِ فَإِنْ طُبِخَ ، فَإِنْ كَانَ إذَا بَرَدَ ثَخُنَ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِهِ ، أَوْ لَمْ يَثْخُنْ وَرِقَّةُ الْمَاءِ بَاقِيَةٌ جَازَ۔

(فتح القدیر، کتاب الطهارات، باب الماء الذی یجوز به الوضوء ومالا یجوز، جلد ۱ ،صفحه٦٥)

یعنی بحوالہ ینابیع ہے اگر چنے اور باقلاء پانی میں نچوڑ لئے گئے اور اس کا رنگ، مزہ اور بُو بدل گئے تو اُس سے وضو جائز ہے اور اگر پکایا گیا اور ٹھنڈا ہونے پر گاڑھا ہوگیا تو وضو جائز نہیں اور اگر گاڑھا نہ ہوا اور پانی کی رقت ھُنوز (اب تک) باقی ہے تو جائز ہے۔

نیز اسی میں ہے: لَا بَأْسَ بِالْوُضُوءِ بِمَاءِ السَّيْلِ مُخْتَلِطًا بِالْعَيْنِ إِنْ كَانَتْ رِقَّةُ الْمَاءِ غَالِبَةً ، فَإِنْ كَانَ الطِّينُ غَالِبًا فَلَا

(فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز، جلد ١ ،صفحه ٦٥)

یعنی سیلاب کا پانی جس میں کیچڑ کی آمیزش ہو اُس سے وضو جائز ہے بشرطیکہ اس میں پانی کی رقت غالب ہو اور اگر کیچڑ غالب ہو تو جائز نہیں۔

بدائع امام ملك العلماء میں ہے: لو تغير الماء المطلق بالطين او بالتراب يجوز التوضئى به

(بدائع الصنائع ، كتاب الطهارة، مطلب الماء المقيد ، جلد ١ ، صفحه ٩٥)

یعنی اگر مطلق پانی کیچڑ یا مٹی سے تبدیل ہو گیا تو اس سے وضو جائز ہے۔

منیہ میں ہے: يجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر فغير احد او صافه كماء المد و الماء الذى اختلط به الزعفران بشرط ان يكون الغلبة للماء من حيث الاجزاء ولم يزل عنه اسم الماء و ان يكون رقيقا بعد فحكمه حكم الماء المطلق۔

(منية المصلى، فصل فى المياء، صفحه٦٣ ،مكتبه قادريه لاهور)

یعنی اس پانی سے طہارت جائز ہے جس میں کوئی پاک چیز مل گئی ہو اور اس کے اوصاف میں سے کسی ایک وصف کو بدل دیا ہو جیسے سیلاب کا پانی اور وہ پانی جس میں زعفران مل گئی ہو بشرطیکہ اجزا کے اعتبار سے غلبہ پانی کو ہی ہو اور اس سے پانی کا نام سَلب نہ ہوا ہو اور یہ کہ رَقِیقْ (پتلا) ہو تو اس کا حکم مطلق پانی کا ہے۔

فتاویٰ امام غزی تمر تاشی میں ہے: ماء الصابون لو رقيقا يسيل على العضو يجوز الوضوء به و كذا لو اغلى بالاشنان و ان ثخن لا كما فى ''البزازية ''(فتاوى الامام الغزى، صفحه ٤)

یعنی صابون کا رَقِیـــــــــقْ پانی جو اعضاء پر بہے اس سے وضو جائز ہے اسی طرح اگر پانی میں اُشنان ڈال کر جوش دیا گیا تو وضو جائز ہے اگر وہ گاڑھی ہو جائے تو وضو جائز نہیں۔ ''كما فى البزازيه''

بالجملہ یہی چند عبارات حکم مسئلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں اور اس کی نظیریں کتب فقہ میں بکثرت مذکور ہیں کہ بعد زوال رقت وسیلان قابل وضوو غسل نہ رہا۔ قید دوم اس کے ساتھ کسی ایسی شے کا خَلَطْ (ملاوٹ) نہ ہو کہ مقدار میں زائد یا مساوی ہے مثلاً عرق گاؤزبان یا کیوڑا گلاب بید مشک وغیرہ جن میں نہ خوشبو ہو، نہ ذائقہ محسوس ہوتا ہوا گر پانی میں ملیں تو جب تک پانی مقدار میں زائد ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں۔

بحر الرائق میں ہے: وَإِنْ كان مَائِعًا مُوَافِقًا لِلْمَاءِ فِي الْأَوْصَافِ الثَّلَاثَةِ كَالْمَاءِ الذى يُؤْخَذُ بِالتَّقْطِيرِ من لِسَانِ الثَّوْرِ وَمَاءِ الْوَرْدِ الذى انْقَطَعَتْ رَائِحَتُهُ إذَا اخْتَلَطَ بِالْمُطْلَقِ فَالْعِبْرَةُ للاجزاء فَإِنْ كان الْمَاءُ الْمُطْلَقُ أَكْثَرَ جَازَ الْوُضُوءُ بِالْكُلِّ وَإِنْ كان مَغْلُوبًا لَا يَجُوزُ وَإِنْ اسْتَوَيَا لم يُذْكَرْ في ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وفى الْبَدَائِعِ قالوا حُكْمُهُ حُكْمُ الْمَاءِ الْمَغْلُوبِ احْتِيَاطًا (بحرالرائق ، کتاب الطهارت،جلد ۱ ، صفحه ٦٩)

یعنی اگرکوئی مائع پانی کے ساتھ اوصافِ ثلثہ میں مطابَقَت رکھتا ہےاور رقیق ہے جیسے وہ پانی جو عَمَلِ تَقْطِیر کے ذریعہ گاؤزبان سے حاصل کیا جائے اور گلاب کا پانی جس کی خوشبو جاتی رہی ہو جب وہ مطلق پانی کے ساتھ ملایا جائے تو اعتبار اجزاء کا ہوگا اگر مطلق پانی زیادہ ہو تو سب سے وضو جائز ہےاور اگر مغلوب ہو تو جائز نہیں اور اگر دونوں برابر ہوں تو ظاہر روایت میں اس کا حکم مذکور نہیں اور بدائع میں ہے کہ فقہاء نے فرمایا کہ اس کا حکم بھی احتیاطاً وہی ہے جو مغلوب پانی کا ہے۔

در مختار میں ہے: غلبة المخالط لو مماثلا کمستعمل فبالاجزاء فان المطلق اکثر من النصف جاز التطهیر بالکل والا لا (درمختار،باب المیاه، جلد ۱ ، صفحه ٣٤ ،مجتبائی دهلی)

یعنی اگر (پانی میں) ملنے والی چیز اسی جیسی ہو جیسے مستعمل پانی تو غلبے کا اعتبار اجزاء کے اعتبار سے ہوگا اگر مطلق پانی نصف سے زیادہ ہے تو تمام پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

هندیه میں ہے: وان كان لَا يُخَالِفُهُ فِيهِمَا تُعْتَبَرُ في الْأَجْزَاءِ وان اسْتَوَيَا في الْأَجْزَاءِ لم يُذْكَرْ في ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَقَالُوا حُكْمُهُ حُكْمُ الْمَاءِ الْمَغْلُوبِ احْتِيَاطًا هَكَذَا في الْبَدَائِعِ

(الفتاویٰ الهندية،کتاب الطهارة، الباب الثالث فی المیاه، الفصل الثانی، جلد ۱ ،صفحه ۲۱)

اور اگر وہ چیز ان دونوں وصفوں میں مخالف نہ ہو تو پھر اجزاء کے لحاظ سے غلبہ کا اعتبار ہوگا اگر دونوں کے اجزاء برابر ہوں تو اس صورت کو ظاہر روایت میں ذکر نہیں کیا گیا ہے جبکہ فقہاء نے کہا ہے کہ اس صورت کا حکم بھی مغلوب والا ہوگا اس میں احتیاط ہے۔

قیدسوم ایسی شے نہ ملی ہو کہ اس کے ساتھ مل کر شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو جائے جس سے پانی کے بدلے کچھ اور نام ہو جائے خواہ کسی چیز کو ملا کر اس میں پکایا ہو جیسے یخنی،شوربا کہ اب پانی نہ رہا۔

مختصر قدوری و ھدایہ و وقایہ و غیر ھاعامہ کتب میں ہے: لا یجوز بالمرق

یعنی شوربا سے وضو جائز نہیں۔

(ھدایۃ، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء ومالا یجوزبہ، جلد۱، صفحہ ۱۸، کراچی)

بحر الرائق میں ہے: لَا یُتَوَضَّأُ بِمَا تَغَیَّرَ بِسَبَبِ الطَّبْخِ مِمَّا لَا یُقْصَدُ بِهِ الْمُبَالَغَةُ فی التَّنْظِیفِ کَمَاءِ الْمَرَقِ وَالْبَاقِلَاءِ لِأَنَّهُ حِینَئِذٍ لیس بِمَاءٍ مُطْلَقٍ

(بحرالرائق ، بحث الماء، جلد۱، صفحہ٦٨،سعید کمپنی کراچی)

یعنی اس متغیر پانی سے وضو نہ کیا جائے جس کو کسی ایسی چیز کے ساتھ پکایا گیا ہو جو تنظیف کے لئے نہیں ہوتی ہے جیسے شوربہ اور باقلا کا پانی کیونکہ یہ مطلق پانی نہیں ہے۔

یا پکایا نہ ہو محض ملادیا ہو جیسے شکر مصری شہد کا شربت ہدایہ وغیرہا میں ہے: لا یجوز بالا شربة

(الھدایۃ،باب الماء الذی یجوز بہ الوضو،جلد۱، صفحہ۱۸، مطبع عربیہ کراچی)

یعنی شربتوں سے وضو جائز نہیں۔

اس پر عنایہ و کفایہ و بنایہ و غایہ میں فرمایا: ان ارادبالا شربة الحلو المخلوط بالماء کالدبس والشھد المخلوط بہ کانت نظیر الماء الذی غلب علیہ غیرہ

(البنایۃ،کتاب الطھارۃ، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء ومالا یجوزبہ ،جلد۱،صفحہ ۲۱۲)

یعنی اگر ان کی مراد ''اشربہ'' سے میٹھے شربت ہیں جیسے شیرہ اور شہد جو پانی میں ملے ہوں تو اس پانی کی نظیر ہے جس پر کوئی دوسری چیز غالب ہوگئی ہو۔

مجمع الانھر میں ہے: قَالَ صَاحِبُ الْفَرَائِدِ جَعَلَ الْمُصَنِّفُ الْأَشْرِبَةَ وَالْخَلَّ مِثَالَیْنِ بِمَا غَلَبَ عَلَیْهِ غَیْرُهُ فَیَکُونُ الْمُرَادُ مِنْ الْأَشْرِبَةِ الْحُلْوَ الْمَخْلُوطَ بِالْمَاءِ کَالدِّبْسِ وَالشَّهْدِ

(مجمع الانھر ،کتاب الطھارۃ، فصل الطھارۃ بالماء المطلق، جلد۱، صفحہ۵۲)

یعنی صاحب الفرائد نے فرمایا اشربہ سے مراد میٹھا شربت ہے جو پانی میں شامل ہوگیا جیسے شیرہ اور شہد۔

اگر ایسی چیز جس سے تنظیف یعنی میل کاٹنا مقصود ہے ملائی یا ملا کر طَبْخ دیا تو جب تک اس پانی کی رقت وسیلان نہ جائے قابل وضو ہے۔اس کے متعلق فتح القدیر وفتاوائے خانیہ وفتاوائے امام شیخ الاسلام غزی تمرتاشی کے نصوص اوپر گزرے۔

بحر میں ہے: أَمَّا لَوْ كَانَتْ النَّظَافَةُ تُقْصَدُ بِهِ كَالسِّدْرِ وَالصَّابُونِ وَالْأُشْنَانِ يُطْبَخُ بِالْمَاءِ ، فَإِنَّهُ يُتَوَضَّأُ بِهِ إِلَّا إِذَا خَرَجَ الْمَاءُ عَنْ طَبْعِهِ مِنْ الرِّقَّةِ وَالسَّيَلَانِ۔

(بحرالرائق ، بحث الماء، جلد ۱ ، صفحہ۶۸ ، سعید کمپنی کراچی)

یعنی اگر وہ چیز ایسی ہو کہ اس سے نظافت مقصود ہو جیسے جھر بیری، صابون اور اشنان کو پانی کے ساتھ پکایا جائے تو اس پانی سے وضو کیا جائے گا ہاں اگر پانی اپنی طبیعت سے نکل جائے یعنی رقت اور رسیلان ختم ہو جائے تو وضو جائز نہ ہوگا۔

ھندیہ میں ہے: وان طَبَخَ بِالْمَاءِ ما يَقْصِدُ بِهِ الْمُبَالَغَةَ فی النَّظَافَةِ كالاشنان وَالصَّابُونِ جَازَ الْوُضُوءُ بِهِ بالاجماع إلَّا إذَا صَارَ ثَخِيناً فَلَا يَجُوزُ كَذَا فی مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ

(الفتاوی الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث فی المياه، الفصل الثانی، جلد۱ ، صفحه ۲۱)

یعنی اگر پکالیا جائے پانی کو اس چیز کے ساتھ جو اس کو مزید شفاف کر دے جیسے اشنان (ایک میل کاٹنے کی بوٹی ہے) اور صابن تو جائز ہے وضو اس کے ساتھ اس پر اجماع کے سبب سوائے اس صورت کے کہ وہ گاڑھا ہو جائے تو اس صورت میں اس سے وضو جائز نہیں اور یہ بیان کیا گیا ہے امام سرخسی کی محیط میں۔

یو ہیں اگر پانی میں زعفران یا پڑیا اتنی ملائی کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہو جائے اس سے وضو جائز نہیں اگر چہ رقت وسیلان باقی ہو کہ اب بھی یہ پانی نہ کہلائے گا۔ صبغ و رنگ کہا جائے گا۔

ردالمحتار میں ہے: وَمِثْلُهُ الزَّعْفَرَانُ إذَا خَالَطَ الْمَاءَ وَصَارَ بِحَيْثُ يُصْبَغُ بِهِ فَلَيْسَ بِمَاءٍ مُطْلَقٍ مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ إلَى الثَّخَانَةِ۔ (ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه،جلد۱ ، صفحه ۳۶۱)

یعنی اس کی مثال ایسے کہ جیسے زعفران کہ اگر مل جائے پانی میں اور ہو جائے وہ پانی رنگین اس کے سبب تو پس نہیں رہے گا وہ مطلق پانی اپنے گاڑھے پن کی وجہ سے۔

منیہ میں ہے: لا تجوز بالماء المقيد كماء الزعفران

(منيه المصلی، فصل فی المياه، صفحه۶۳ ،مكتبه قادريه جامعه نظاميه لاهور)

یعنی مقید پانی سے وضو جائز نہیں جیسے زعفران کا پانی۔

قال فی الحليه محمول على ما اذا كان الزعفران غالبا۔(الحلية)

یعنی حلیہ میں کہا کہ یہ اُس صورت پر مَحْمُولْ ہے جبکہ زعفران غالب ہو۔

هندیه میں ہے: ان غَلَبَتْ الحمرة (الخمرة) وَصَارَ مُتَمَاسِكًا لَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ كَذَا فِى فَتَاوَى قاضيخان۔

(الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثالث فى المياه، الفصل الثانى، جلد ۱، صفحه ۲۱)

یعنی اوراگر غالب ہوجائے سُرخ بوٹی (یا شراب) اوروہ کردے پانی کہ خوشبودار تو نہیں جائز ہے وضو اس کے ساتھ۔اسی طرح بیان کیا گیا فتاوی قاضی خان میں۔

اوراگر رنگ کے قابل نہ ہوتو وضو جائز ہے۔

صغیری میں ہے: القليل من الزعفران يغير الاوصاف الثلثة مع كونه رقيقا فيجوز الوضوء والغسل به

(صغيرى، فصل فى بيان احكام المياه، صفحه ۵۰)

تھوڑی زعفران پانی کے تینوں اوصاف کو بدلے مگر پانی رقیق ہو تو اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔

هندیه میں ہے: وَالتَّوَضُّؤُ بِمَاءِ الزَّعْفَرَانِ وَالْوَرْدِ وَالْعُصْفُرِ يَجُوزُ إِنْ كان رَقِيقًا وَالْمَاءُ غَالِبٌ۔

(الفتاوىٰ الهندية ، كتاب الطهارة، الباب الثالث فى المياه، الفصل الثانى، جلد ۱، صفحه ۲۱)

(الفتاوىٰ الخانية، كتاب الطهارة، فصل فى مالا يجوز به التوضى، جلد ۱، صفحه ۹)

یعنی زعفران اور زردج کے پانی سے وضو جائز ہے بشرطیکہ یہ پانی رقیق ہو اور پانی کا غلبہ ہو۔

یو ہیں پانی میں پھٹکری مازو وغیرہ اتنے ڈالے کہ لکھنے کے قابل ہوجائے اس سے وضو جائز نہیں کہ اب وہ پانی نہیں روشنائی ہے۔ تجنیس پھر بحر الرائق پھر هندیه و ردالمحتار میں ہے: وَكَذَا إِذَا طُرِحَ فِيهِ زَاجٌ أَوْ عَفْصٌ وَصَارَ يُنْقَشُ بِهِ لِزَوَالِ اسْمِ الْمَاءِ عَنْهُ۔

(ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، جلد ۱، صفحه ۳۶۱)

یعنی اسی طرح جس میں پھینکا گیا ہو پھٹکری یا پتے اور ہوگیا ہو وہ اس کے رنگ سے رنگین۔اس پر لفظ پانی کے اطلاق نہ ہونے کے سبب۔

اوراگر لکھنے کے قابل نہ ہو تو وضو جائز ہے۔اگرچہ رنگ سیاہ ہوجائے کہ ابھی نام نہ بدلا۔

هندیه میں ہے: إِذَا طُرِحَ الزَّاجُ أو الْعَفْصُ فى الْمَاءِ جَازَ الْوُضُوءُ بِهِ أن كان لَا يَنْقُشُ إِذَا كُتِبَ فإذا نَقَشَ لَا يَجُوزُ كَذَا فى الْبَحْرِ الرَّائِقِ نَاقِلًا عن التَّجْنِيسِ

(الفتاوى الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث فى المياه، الفصل الثانى، جلد ۱، صفحه ۲۱)

یعنی جب زاج یا عفص پانی میں ڈالا جائے تو اس سے وضو جائز ہے یہ اس وقت ہے کہ جب اس کے ذریعہ لکھنے سے نقش نہ آتا ہو۔

فتاویٰ خانیہ میں ہے: اذا طرح الزاج فی الماء حتی اسود لکن لم تذھب رقتہ جاز بہ الوضوء۔
(الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الطھارۃ، فصل فی مالا یجوز التوضی، جلد ۱، صفحہ ۹)

یعنی جب زردج پانی میں ڈالا گیا مگر اس کی رقت زائل نہ ہوئی وضو جائز ہے۔

حلیہ میں ہے: صرح فی التجنیس بان من التفریع علیٰ اعتبار الغلبۃ بالاجزاء قول الجرجانی اذا طرح الزاج اوالعفص فی الماء جاز الوضوء بہ ان کان لا ینقش اذا کتب فان نقش لا یجوزوا لماء ھو المغلوب (انظر، التجنیس والمزید، کتاب الطھارات، جلد ۱، صفحہ ۲۱۹، ۲۲)

یعنی تجنیس میں ہے کہ تفریع باعتبار غلبہ اجزاء کے جرجانی کا قول ہے جب زاج یا عفص پانی میں ڈالا جائے تو اس سے وضو جائز ہے یہ اس وقت ہے کہ جب اس کے ذریعہ لکھنے سے نقش نہ آتا ہو اگر نقش آئے تو جائز نہیں جبکہ پانی مغلوب ہو۔ یوہیں پانی میں چنے یا باقلا یا اور غلہ بھگویا یا کیچڑ گچ مٹی چونا مل گیا جب تک رقت باقی ہے وضو جائز ہے ورنہ نہیں ان سب کے جزئیات عامہ کتب مذہب میں مذکور ہیں۔

بدائع امام ملك العلماء میں ہے: لَوْ تَغَيَّرَ الْمَاءُ الْمُطْلَقُ بِالطِّينِ أَوْ بِالتُّرَابِ ، أَوْ بِالْجِصِّ ، أَوْ بِالنُّورَةِ أَوْ بِوُقُوعِ الْأَوْرَاقِ ، أَوْ الثِّمَارِ فِيهِ أَوْ بِطُولِ الْمُكْثِ يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَزُلْ عَنْهُ اسْمُ الْمَاءِ ، وَبَقِيَ مَعْنَاهُ أَيْضًا ۔ (بدائع الصنائع ، الماء المقید ، جلد ۱، صفحہ ۱۵، سعید کمپنی کراچی)

یعنی اگر مطلق پانی کیچڑ، مٹی، گچ یا نورہ سے بدل گیا یا اس میں پتے اور پھل گرے اور بدل گیا یا زیادہ عرصہ تک کھڑا رہنے کی وجہ سے بدل گیا تو اس سے وضو جائز ہے کیونکہ اس سے پانی کا نام زائل نہیں ہوا اور اس کے معنی بھی باقی ہیں۔

تعریف مائے مطلق اور ان تمام جزئیات سے بخوبی روشن ہو گیا کہ مطلقاً تغیر اوصاف پانی کے مقید کرنے کو کافی نہیں تاوقتیکہ پانی کا نام نہ بدلے۔ جس پانی میں چنے بھگیے یا زعفران کی تھوڑی مقدار گھولی یا مازو وغیرہ اتنے ملائے کہ لکھنے کے قابل نہ ہو یا اسی قسم کے اور جزئیات جن میں جواز وضو کتب فقہ میں مصرح ہے کیا ان پانیوں کے اوصاف نہ بدلے؟ ضرور بدلیتو اگر مطلقاً تغیر اوصاف پانی کو مقید کر دیتا تو ان سے وضو جائز ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اب اس کے بعض اور جزئیات نقل کرتے ہیں کہ اوصاف تینوں متغیر ہو گئے اور وضو جائز۔ کوئیں میں رسی لٹکتی رہی جس سے اس کا رنگ، مزہ، بو تینوں وصف بدل جائیں اس سے وضو جائز ہے۔

فتاویٰ امام شیخ الاسلام غزی تمر تاشی میں ہے: سئل عن الوضوءِ والاغتسال بماء تغیر لونہ

وطعمه وريحه بحبله المعلق عليه الاخراج الماء فهل يجوز ام لاجاب يجوز عند جمهور اصحابنا ١ھ ملتقطا (فتاویٰ الامام الغزی، صفحه ٤)

یعنی اُن سے اُس پانی سے وضو اور غسل کی بابت دریافت کیا گیا جس کا رنگ، مزا اور خوشبو اُس رسی کے باعث بدل گئے جس پر کہ اس رسی کو لٹکایا گیا تھا تاکہ اُس سے پانی نکالا جائے تو کیا جائز ہے یا نہیں؟ تو جواب دیا کہ ہمارے جمہور اصحاب کے نزدیک جائز ہے ١ھ ملتقطا

موسم خزاں میں بکثرت پتے پانی میں گرے کہ اس کے اوصاف ثلٰثہ کو متغیر کردیا۔ اگرچہ رنگ اتنا غالب ہوگیا کہ ہاتھ میں لینے سے بھی محسوس ہوتا ہوا گر رقت باقی ہے صحیح مذہب میں وضو جائز ہے۔

سراج وھاج و فتاوائے عالمگیریه وجوهره نیره و فتاوائے امام غزی تمر تاشی میں ہے: فَإِنْ تَغَيَّرَتْ أَوْصَافُهُ الثَّلَاثَةُ بِوُقُوعِ أَوْرَاقِ الْأَشْجَارِ فيه وَقْتَ الْخَرِيفِ فانه يَجُوزُ بِهِ الْوُضُوء عِنْدَ عَامَّةِ أَصْحَابِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ (الفتاوی الهندیه،فصل فیما لا یجوز به التوضؤ،جلد ١، صفحه ٢١،پشاور)

یعنی اگر اس کے تینوں اوصاف موسمِ خزاں کے پتوں کے گرنے کی وجہ سے تبدیل ہوگئے تو ہمارے اصحاب کے نزدیک اس سے وضو جائز ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

نیز فتاوائے امام غزی میں مجتبیٰ شرح قدوری سے ہے: لو غیر الاوصاف الثلثة بالاوراق ولم یسلب اسم الماء عنه ولا معناه عنه فانه یجوز التوضؤ به (فتاویٰ الامام الغزی، صفحه ٤،٥)

یعنی اگر پانی کے تینوں اوصاف پتوں کے گرنے کی وجہ سے متغیر ہوگئے اور اس سے پانی کا نام سلب نہ ہوا اور نہ اس کے معنی سلب ہوئے تو اس سے وضو جائز ہے۔

عنایه و حلیه و بحر و نهر و مسکین و ردالمحتار میں ہے: الْمَنْقُولُ عَنْ الْأَسَاتِذَةِ أَنَّ أَوْرَاقَ الْأَشْجَارِ وَقْتَ الْخَرِيفِ تَقَعُ فِي الْحِيَاضِ فَيَتَغَيَّرُ مَاؤُهَا مِنْ حَيْثُ اللَّوْنُ وَالطَّعْمُ وَالرَّائِحَةُ ثُمَّ إنَّهُمْ يَتَوَضَّئُونَ مِنْهَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ (ردالمحتار،باب المیاه، جلد ١، صفحه ١٣٧، مصطفی البابی مصر)

یعنی اساتذہ سے یہ منقول ہے کہ جائز ہے یہاں تک کہ موسم خزاں کے پتے حوضوں میں گرنے کی وجہ سے پانی کا رنگ، مزہ، بُو بدل جاتا ہے پھر بھی وہ ایسے پانی سے وضو کر لیتے ہیں اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔

ردالمحتار میں زیر قول مذکور "وَإِنْ غَيَّرَ كُلَّ أَوْصَافِهِ فِي الْأَصَحِّ" فرمایا: مُقَابِلُهُ مَا قِيلَ إنَّهُ إنْ ظَهَرَ لَوْنُ

الْأَوْرَاقِ فِي الْكَفِّ لَا يَتَوَضَّأُ بِهِ لٰكِنْ يَشْرَبُ ، وَالتَّقْيِيدُ بِالْكَفِّ إشَارَةٌ إلَى كَثْرَةِ التَّغَيُّرِ لِأَنَّ الْمَاءَ قَدْ يُرَى فِي مَحَلِّهِ مُتَغَيِّرًا لَوْنُهُ ، لٰكِنْ لَوْ رَفَعَ مِنْهُ شَخْصٌ فِي كَفِّهِ لَا يَرَاهُ مُتَغَيِّرًا تَأَمَّلْ

(ردالمحتار، باب المیاہ، جلد ۱ ، صفحہ ۱۳۷ ،مصطفی البابی مصر)

یعنی اس کے مقابل یہ قول ہے کہ اگر پتوں کا رنگ چلو کے پانی میں ظاہر ہو جائے تو اس سے وضو جائز نہیں لیکن یہ پانی پیا جا سکتا ہے اور ہتھیلی کی قید لگانا یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ تغیر بہت زیادہ واقع ہوا ہے کیونکہ پانی اپنے محل میں کبھی متغیر نظر آتا ہے لیکن اگر اُسے چلو میں اُٹھایا جائے تو متغیر نظر نہیں آتا ہے۔ تأمل اھ

پانی میں کھجوریں ڈالی گئیں کہ پانی میں شیرینی آ گئی مگر نبیذ کی حد کو نہ پہنچا تو بالاتفاق اس سے وضو جائز ہے۔

حلیہ و تبیین و ہندیہ میں ہے: اَلْمَاءُ الذی اُلقی فیه تُمَیْرَاتٌ فَصَارَ حُلْوًا ولم یَزُلْ عنه اسْمُ الْمَاءِ وهو رَقِیقٌ یَجُوزُ الْوُضُوءُ بِهِ بِلَا خِلَافٍ بین أَصْحَابِنَا

(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطهارة، الباب الثالث فی المیاه، الفصل الثانی، جلد ۱ ،صفحہ ۲۲)

یعنی وہ پانی جو کھجوروں کے ڈالے جانے کی وجہ سے میٹھا ہو گیا مگر اس کو پانی ہی کہا جاتا ہو اور اس کی رقت بھی زائل نہ ہوئی تو اُس سے وضو کے جواز میں ہمارے اصحاب کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

ان عبارات جلیلہ فقہائے کرام وائمہ اعلام سے واضح ہو گیا کہ محض تغیر اوصاف مانع وضو نہیں تاوقتیکہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو کر نام آب نہ بدل جائے۔ اب مسئلہ مجوث عنہا میں اگر حقہ کو آب مستعمل یا ایسی چیز سے تازہ کیا کہ قابل وضو نہ تھی مثلاً گلاب یا عرق گاؤزبان یا عرق بادیان تو یہ سب تو پہلے ہی سے ناقابل وضو واِغتِسَال تھے اس میں حقہ کا کیا قصور نہ اس سے ہم نے وضو جائز بتایا۔ کلام اس میں ہے کہ پہلے سے قابل وضو تھا اور حقہ کی وجہ سے اگر چہ متغیر ہو گیا وہی حکم سابق رکھتا ہے اب اگر تازہ کرنے کے بعد ایک ہی چلم پیا گیا۔ تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوصاف کا تغیر بالکل محسوس نہیں ہوتا اس جواز وضو میں کیا کلام ہو سکتا ہے اور جہاں تغیر ہوا، اگر چہ سب اوصاف کا مگر جب تک رقت باقی ہے بحکم نصوص ائمہ و علمائے مذہب کسی حنفی کو کلام نہ ہونا چاہیے کہ مائے مطلق کی تعریف اس پر صادق کہ رقت باقی اور کسی ایسی شے کا خلط بھی نہ ہوا جو مقدار میں زائد ہو نہ شے دیگر مقصد دیگر کے لیے ہو کر نام آب متغیر ہوا کہ ہر شخص اس کو پانی ہی کہتا ہے معترض بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ حقہ کا پانی پاک کر دیا۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: (یَجُوزُ بِمَاءٍ خَالَطَهُ طَاهِرٌ جَامِدٌ) مُطْلَقًا (وَفَاكِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ) وَإِنْ غَيَّرَ كُلَّ أَوْصَافِهِ (الْأَصَحُّ إنْ بَقِيَتْ رِقَّتُهُ) أَيْ وَاسْمُهُ (الدرالمختار، باب المیاه، جلد ۱ ، صفحہ ۳۵ ، دهلی)

یعنی (وضو ایسے پانی سے جائز ہے جس میں کوئی جامد پاک چیز مل گئی ہو) مطلقاً (جیسے خشک میوہ اور درخت کے پتے) خواہ اس کے تمام اوصاف

کو بدل دیا ہو (اصح یہی ہے بشرطیکہ اس کی رقت باقی رہی ہو) یعنی اس کا نام بھی اھ۔

غرر میں ہے: یجوز وان غیر اوصافه جامد کزعفران وورق فی الاصح

(الغررمتن الدرر، کتاب الطهارة، جلد ۱، صفحه ۲۱ ،مطبعة کاملیه بیروت)

یعنی اگر چہ کوئی جامد چیز اس کے اوصاف کو بدل دے تو بھی وضو جائز ہے جیسے زعفران اور پتے اصح قول کے مطابق۔

نور الایضاح میں ہے: لا یضر تغیر اوصافه کلها بجامد کزعفران

(نورالایضاح، کتاب الطهارت، صفحه۳، مطبعة علمیه لاهور)

یعنی کسی جامد چیز کا پانی کے اوصاف کو متغیر کر دینا مُضِر نہیں جیسے زعفران اھ

رہا یہ کہ اس کا تلفظ حقہ کی طرف اضافت کر کے ہوتا ہے اس سے اس پانی کا مقید ہونا لازم نہیں جیسے گھڑے کا پانی، دیگ کا پانی یہ اضافت اضافت تعریف ہے نہ تقید جیسے ماء البئر ماء البحر ماء الزعفران یعنی کنوئیں کا پانی، دریا کا پانی اور زعفران کا پانی۔

تبیین میں ہے: إِضَافَتُهُ إِلَى الزَّعْفَرَانِ وَنَحْوِهِ لِلتَّعْرِيفِ كَإِضَافَتِهِ إِلَى الْبِئْرِ

(تبیین الحقائق، کتاب الطهارة، جلد ۱، صفحه۷۹)

یعنی اس کی اضافت زعفران وغیرہ کی طرف تعریف کے لئے ہے جیسے پانی کی اضافت کنویں کی طرف۔

شلبیه علی الزیلعی میں ہے: اضافته الیٰ الوادی والعین اضافة تعریف لا تقیید لانه تتعرف ما هیته بدون هذه الاضافة۔

(حاشية الشلبی علی تبیین الحقائق، کتاب الطهارة، جلد ۱ ،صفحه۷۹)

یعنی پانی کی اضافۃ وادی اور عین کی طرف تعریف کے لئے ہے نہ کہ تقیید کے لئے کیونکہ ان کی ماہیت کو اس قید کے بغیر بھی سمجھا جا سکتا ہے۔

اگر یہ خیال ہو کہ اس میں بدبو ہوتی ہے اس وجہ سے ناجائز ہو تو

اولاً مطلقاً یہ حکم کہ حقہ کے پانی میں بدبو ہوتی ہے غلط ہے۔

ثانیا مدار آب مطلق ومقید پر ہے خوشبو بدبو کو کیا دخل زعفران اگر پانی میں اتنا ملا کہ رنگنے کے قابل ہو گیا اس سے وضو نا جائز ہے اگر چہ خوشبو رکھتا ہے۔ گلاب خوشبو رکھتا ہے مگر عامہ کتب مذہب میں ہے کہ گلاب سے وضو نا جائز۔

ھدایه و خانیه میں ہے: لا بماء الورد

(الهداية، كتاب الطهارت، باب الماء الذى يجوز به الوضؤ، ومالايجوز، جلد ١، صفحه ٢٠)

منیه و غنیه میں ہے: لايجوز الطهارة الحكمية بماء الورد و سائر الازهار

(غنيه المستملى ،فصل فى بيان احكام المياه، صفحه ٨٩،سهيل اكيڈمى لاهور)

یعنی طہارتِ حکمیہ گلاب اور دوسرے پھولوں کے پانی سے جائز نہیں ہے۔

پتے پانی میں گرے کہ اوصاف ثلثہ میں تغیر آ گیا تو اس میں کیا بدبو نہ ہوگی اور نصوص مذہب سے یہ ثابت کہ اس پانی سے وضو جائز۔ رسی کوئیں میں لٹکتی رہی اور پانی کے اوصاف ثلثہ رنگ، بو، مزہ سب بدل گئے اس کا جزئیہ سن چکے کہ امام شیخ الاسلام غزی تمرتاشی فرماتے ہیں کہ وضو جائز، کولتار پانی میں پڑ گیا جس سے اس میں سخت بدبو آ گئی اگر گاڑھا نہ ہوا وضو جائز ہے۔

فتاوائے زینیه میں ہے: سئل عن الماء المتغير ريحه بالقطران يجوز الوضوء منه ام لا اجاب نعم يجوز

(فتاوى زينيه علىٰ حاشيه فتاوى غياثيه، كتاب الطهارة، صفحه٣،مكتبه اسلاميه كوئٹه)

یعنی سوال کیا گیا کہ وہ پانی جس کی بُو کولتار کی وجہ سے متغیر ہوگئی ہو کیا اس سے وضو جائز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں۔

ثالثا متعدد کتابوں کی تصریحیں ذکر کی گئیں کہ صرف تغیر اوصاف ثلثہ مانع جواز وضو نہیں کسی نے اس کو خوشبو یا بدبو سے مقید نہ کیا، لہٰذا حکم مطلق پر ہے وللہ الحمد تو جب ان براہین لائحہ سے ثابت ہوا کہ یہ پانی طاہر و مطہر ہے تو مثلاً کسی نے مونھ ہاتھ دھو لئے تھے اور پاؤں باقی تھا کہ پانی ختم ہو گیا اور وہاں دوسرا پانی نہیں کہ وضو کی تکمیل کرے اور اس کے پاس حقہ میں اتنا پانی موجود ہے کہ پاؤں دھونے کو کفایت کرے یا اس کے پاس دوسرا پانی بالکل نہیں ہے اور حقہ کا پانی اعضائے وضو کو کافی ہے تو بوجہ دوسرے پانی نہ ہونے کے تیمّم کا حکم ہرگز نہیں دیا جا سکتا کہ

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا ۔ (پارہ ٦،سورۃ المائدہ،آیت ٦)

ترجمہ: پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

اور اس کے پاس پانی تو موجود ہے اب معترضین ہی بتائیں کہ اگر وہ پانی پاتے ہوئے اس سے تکمیل وضو نہ کرے اور تیمّم کرلے تو اس نے حکم الٰہی کا خلاف کیا یا نہیں اس کا تیمّم باطل ہوا یا نہیں ضرور اس نے حکم الٰہی کا خلاف کیا اور ضرور اس کا تیمّم باطل ہوا البتہ اگر وقت ختم ہونے میں عرصہ ہوا اور اس پانی میں بدبو آ گئی تھی، تو اتنا وقفہ لازم ہوگا کہ بو اُڑ جائے کہ

حالت نماز میں اعضا سے بوآ نا مکروہ ہے اور اس حالت میں مسجد میں جانے کی اجازت نہ ہوگی کہ بدبو کے ساتھ مسجد میں جانا حرام ہے۔ کچے لہسن، پیاز کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأَذَّى، مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، حدیث ٥٦٤،صفحہ ٢٨٢،جلد ١)

یعنی جو اس درخت بودار سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ اس چیز سے اذیت پاتے ہیں جس چیز سے آدمی کو اذیت پہنچتی ہو۔

(سنن ابن ماجہ،ابواب المساجدو الجماعات، باب مایکرہ فی المساجد، حدیث٧٤٨،

جلد ١، صفحہ٤١٣)

نیز ارشاد ہوا: وَلَا يُمَرَّ فِيهِ بِلَحْمٍ نَيِّءٍ

یعنی مسجد میں کچا گوشت لے کر کوئی نہ گزرے۔

دُرمختار میں ہے:أَكْلُ نَحْوِ ثُومٍ یعنی لہسن کی مثل چیزیں کھانا۔

(درمختار،باب مایفسدالصلوٰۃ ویکرہ، جلد ١، صفحہ٩٥،مجتبائی دھلی)

اس پرد المحتار میں فرمایا: أَيْ كَبَصَلٍ وَنَحْوِهِ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ فِي النَّهْيِ عَنْ قُرْبَانِ آكِلِ الثُّومِ وَالْبَصَلِ الْمَسْجِدَ

(ردالمحتار،باب مایفسد الصلوٰۃ ویکرہ، جلد ١، صفحہ٤٤٤،داراحیاء التراث العربی بیروت)

یعنی جیسے پیاز وغیرہ ان چیزوں سے جن میں بدبو ہو حکم موافق حدیث صحیح ہے جو کچا لہسن اور پیاز کھانے والے کی ممانعت دخولِ مسجد میں ہے۔

اسی وجہ سے مٹی کا تیل اور وہ دیا سلائیاں جو جلتے وقت بدبو دیتی ہیں مسجد میں جلانا حرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے: قَالَ الْإِمَامُ الْعَيْنِيُّ فِي شَرْحِهِ عَلَى صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ قُلْت عِلَّةُ النَّهْيِ أَذَى الْمَلَائِكَةِ وَأَذَى الْمُسْلِمِينَ وَلَا يَخْتَصُّ بِمَسْجِدِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ ، بَلْ الْكُلُّ سَوَاءٌ لِرِوَايَةِ مَسَاجِدِنَا بِالْجَمْعِ ، خِلَافًا لِمَنْ شَذَّ وَيَلْحَقُ بِمَا نَصَّ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ كُلُّ مَا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ مَأْكُولًا أَوْ غَيْرَهُ وَإِنَّمَا خَصَّ الثُّومَ هُنَا بِالذِّكْرِ وَفِي غَيْرِهِ أَيْضًا بِالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ لِكَثْرَةِ أَكْلِهِمْ لَهَا ، وَكَذَلِكَ أَلْحَقَ

بَعْضُهُمْ بِذَلِكَ مَنْ بِفِيهِ بَخَرٌ أَوْ بِهِ جُرْحٌ لَهُ رَائِحَةٌ ، وَكَذَلِكَ الْقَصَّابُ ، وَالسَّمَّاكُ ، وَالْمَجْذُومُ وَالْأَبْرَصُ أَوْلَى بِالْإِلْحَاقِ۔اھ

(ردالمحتار،کتاب الصلاۃ،باب مایفسدالصلاۃ ومایکرہ فیھا، مطلب فی الغرس فی المسجد ، جلد ۲، صفحہ ٥٢٥)

یعنی امام عینی نے اپنی شرح صحیح بخاری میں فرمایا کہ حدیث کے ساتھ ہراس شیٔ کوملحق کیا جائے گا جس میں ناگوار بدبو ہو چاہے کھانے کی چیز یا کوئی اور۔اسی طرح بعض نے ملحق کیا اس شخص کوبھی جس کے منہ سے بدبوآتی ہو یا اس کو ایسا زخم ہو جس سے ناپسندیدہ بوآتی ہو۔اسی طرح قصاب،مچھلی کا گوشت بیچنے والا اور جذام وبرص کا مریض تو الحاق کے لئے اولیٰ ہے۔

تصدیق وتائید مضمون بالا کی تائید میں امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے

آب قلیان کی طہارت وطہوریت اوراس بارے میں کہ بحال ضرورت جب اور پانی نہ مل سکے اس سے تکمیل لازم اوراس کے ہوتے تیمّم باطل اور بلاضرورت بحال بدبوطہارت میں اس کا استعمال ممنوع اور جب تک بونہ زائل ہونماز مکروہ اور مسجد میں جانا حرام۔

خلاصہ یہ ہے کہ حقہ کا پانی پاک ہے اگرچہ رنگ وبومزہ میں تغیر آجائے اس سے وضو جائز ہے بقدرِ کفایت اس کے ہوتے ہوئے تیمّم جائز نہیں۔

ازالۂ وھم فقہاء کرام کی اس بحث سے حقہ نوشوں نے حقہ پینے کا جواز سمجھ لیا حالانکہ شئے کا پاک ہونا اور بات ہے اور حلال ہونا شے دیگر جس کی متعدد مثالیں اپنے مضمون میں حضرت صدرالشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمائی ہیں۔دوسرے بعض حضرات نے حد سے بڑھ کر حقہ نوش کوجہنم کے کنارہ کھڑا کردیا۔اس افراط وتفریط کومجد دِدین وملت، اعلیٰ حضرت،امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے حقۃ المرجان میں خوب واضح فرمایا ہے۔ان کے فیض وبرکات سے فقیر کارسالہ ''حقہ نوش'' کا مطالعہ فرمائیے۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۵ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ،ستمبر ۱۹۹۹ء

☆☆☆☆☆☆